ماهنامہ
انصار اللہ
اگست ۲۰۰۱ء
ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر



پاکستان کے وزیر خارجہ۔ جنرل اسمبلی کے ۱۷ ویں اجلاس کے صدر۔ عالمی عدالتِ انصاف کے سربراہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''......... خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا ......''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

وفا ۱۳۸۰ہش اگست ۲۰۰۱ء

جلد نمبر--------۴۲

شمارہ نمبر---------۸

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمودؔ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شرح چندہ

پاکستان: ------------ ایک سو روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ: -------------- دس روپے

اداریہ

’’علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے والا وجود‘‘

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ایک فانی فی اللہ وجود تھے۔ آپ تعلق باللہ کے بحرِ بیکراں کے شناو علوم وظاہری و باطنی سے حصہ پانے والے ایک رجل رشید تھے۔ آپ کی غیر معمولی ذہانت وفطانت اور فہم وفراست میں ممتاز حیثیت کے حامل، قومی اور عالمی مسائل کی حکمت وتدبر سے گتھیاں سلجھانے والے، آئینی وقانونی امور میں مشاق اور شہرہ آفاق، ملتِ اسلامیہ کے سچے ہمدرد، ملک وملت کے عظیم محسن اور قومی آزادی کے علم بردار اور فن خطابت میں طاق اور ہر میدان میں فتح پانے والے بین الاقوامی راہنما تھے۔

وہ ذی مرتبت وجود احسنِ تقویم کی پہچان ۹۳ سال تک انتہائی متحرک اور فعال رہے اور اقوام ملل کو فیضیاب کر کے بقائے دوام حاصل کر گئے۔ حضرت چوہدری صاحب کی زندگی خلقِ حسین کی ایک اعلیٰ مثال تھی۔ وہ محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول کے اعلیٰ جذبہ کے حامل جمالِ ہمنشین کی تاثیرات سے رنگ پکڑنے والے تھے جو انہیں بیسویں صدی کے امام الزمان اور ان کے جانشینوں سے نصیب ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت چوہدری صاحب موصوف کا اعلیٰ اوصاف سے متصف دلکش وجود ہر کس و ناکس کے دل کو موہ لینے والا ایک حسین گلاب کی طرح تھا۔ جس کی خوشبو نہ صرف ملک وملت بلکہ بلادِ اسلامیہ اور حقوق سے محروم اقوام کے مشام جان کو معطر کر رہا ہے۔

حضرت چوہدری صاحب مملکتِ خداداد پاکستان اور پاکستانی قوم کے لئے ایک عظیم محسن تھا۔ آپ کی تمام تر توجہات قومی حقوق کے تحفظ کے لئے وقف تھیں۔ جناب قائدِ اعظم محمد علی جناح کے ساتھ آپ کے تعلقات نہایت گہری محبت میں ڈھلے ہوئے تھے۔ جناب قائداعظم کی آپ سے محبت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے۔ جب برطانیہ سے مذاکرات کے بعد آپ کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے موصوف کو اپنا سیاسی بیٹا (POLITICAL SON) قرار دیا اور فرمایا کہ میں ظفر اللہ خان کی تعریف ایسے ہی سمجھتا ہوں گویا اپنے بیٹے کی تعریف کر رہا ہوں۔

جب ۳ رجون ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم کے منصوبہ کا حتمی طور پر اعلان ہوا تو حضرت چوہدری صاحب نے جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا سے استعفیٰ دے دیا جس کے آپ سب سے سینئر جج تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ والئی بھوپال ہزہائی نس نواب حمید اللہ خان کی درخواست پر بطور آئینی مشیر ہوئے۔ ابھی چند ہفتے سے کم عرصہ گذرا تھا کہ

جناب قائداعظم نے آپ کو دہلی بلا بھیجا اور آپ کے سپرد پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کا فریضہ سونپا جو عنقریب شروع ہونے والا تھا، قابل اور تجربہ کار وکلاء کی کمی نہ تھی لیکن یہ اہم ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ مسلم لیگ کے اس کیس کو جس دیانت اور محنت سے آپ نے پیش کیا۔ اس سے جناب قائداعظم کس قدر مطمئن تھے؟ اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جناب قائداعظم نے پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے آپ کو کراچی بلایا اور ہدایت کی کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وفد کی قیادت کی جائے۔ اس وفد کے ایک رکن مسٹر حسن اصفہانی تھے جو اس وقت امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے۔ جنرل اسمبلی کے اس سیشن کے دوران جب مسٹر اصفہانی کو اطلاع ملی کہ حضرت چوہدری صاحب کو واجبات اور اثاثوں کے ٹریبونل میں پاکستان کی طرف سے پیش ہونے کے لئے ہندوستان جانا پڑے گا تو انہوں نے جناب قائداعظم کو لکھا کہ اس سارے سیشن کے دوران نیویارک میں میری موجودگی انتہائی ضروری ہے جناب قائداعظم نے مسٹر اصفہانی کو جواب میں لکھا

''جہاں تک ظفر اللہ کا تعلق ہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنا کام ادھورا چھوڑے اور جب تک اس کی ضرورت ہے اسے وہاں رہنا چاہئیے۔ اور میرا خیال ہے کہ اسے یہ بات پہلے سے بتا دی گئی ہے۔ لیکن ہمارے پاس قابل آدمیوں کی بڑی کمی ہے خصوصاً اس جیسی قابلیت کے لوگوں کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی ہمیں یہاں مختلف مسائل حل کرنے ہوتے ہیں تو لامحالہ ہماری نظریں اسی کی طرف اٹھتی ہیں۔''

اقوام متحدہ سے حضرت چوہدری صاحب کی واپسی پر جناب قائدِ اعظم نے ہدایت کی کہ آپ بھوپال سے کراچی آجائیں تو آپ کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ اور یہ قابل فخر بات ہے کہ آپ اس عہدہ جلیلہ پر سات سال تک رہے اور جناب قائدِ اعظم سنیارٹی کے لحاظ سے آپ کو وزیراعظم کے بعد پہلا مرتبہ دیتے رہے۔

باؤنڈری کمیشن کا کیس جس کے سربراہ حضرت چوہدری صاحب تھے۔ اس کے ایک رکن جناب جسٹس محمد منیر صاحب مرحوم تھے۔ جنہوں نے آپ کی غیر معمولی قابلیت اور انتھک محنت سے اس کیس کو پیش کرنے پر (اپنی رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب میں) لکھا کہ جس رنگ میں بعض علماء اور مقررین نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا ذکر کیا ہے وہ ناشکراپن ہے موصوف نے میرے ساتھ باؤنڈری کمیشن میں کس قدر قابلیت سے مسلم لیگ کا کیس پیش کیا اس کا ذکر جناب جسٹس محمد منیر نے یوں کیا ہے۔

''اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے۔ لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا

ممبر تھا اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے .... چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے'' (تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ)

حضرت چوہدری صاحب کا قابل فخر کردار صیہونی ریاست ''اسرائیل'' کے قیام اور فلسطین کی تقسیم کے خلاف تھا۔ جس کے لئے آپ نے غیر معمولی جدوجہد کی مگر امریکی دباؤ کے سامنے کچھ پیش نہ جاسکی اس کے علاوہ آپ نے شمالی افریقہ کی مسلم ریاستوں لیبیا، مراکش، تیونس اور الجزائر کی آزادی کے حصول کے سلسلہ میں یو این او میں بڑی طاقتوں سے اپنا موقف منوایا جو آج تک دیگر مسلم زعماء سے نہ ہو سکا۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ بنت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات

احباب جماعت اور قارئین کو یہ افسوس ناک خبر مل چکی ہے کہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہمشیرہ اور محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی بیگم تھیں مورخہ ۱۸؍جولائی ۲۰۰۱ کو بعمر ۷۵ سال رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ غریبوں کی ہمدرد اور مستجاب الدعوات خاتون تھیں انتہائی عبادت گزار اور صاحبِ کشف ورؤیا تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی اولاد سے نوازا جو بے لوث خادم دین ہے۔ ادارہ ماہنامہ انصار اللہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کے وصال پر اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جملہ افرادِ خاندان، محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور آپ کے پسران اور دختران سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ (ایڈیٹر)

قراردادہائے تعزیت: محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کے وصال پر بعض قرار داد ہائے تعزیت موصول ہوئی ہیں۔ جو رسالہ میں بوجہ عدم گنجائش کے شائع کرنا ممکن نہیں یہ قراردادیں درج ذیل ہیں:

صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان۔ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع لاہور۔ قائدین مجالس شہر و ضلع لاہور۔ تحریکِ جدید صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ مجلس عاملہ نظامت انصار اللہ ضلع شیخوپورہ۔

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کی قرارداد تعزیت

بر وفات محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ

محترمہ صاحبزادی صاحبہ غریبوں کی ہمدرد اور مستجاب الدعوات بزرگ خاتون تھیں

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ (بنت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود) اہلیہ مکرم محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔

حضرت مصلح موعود کی صاحبزادی محترمہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے بطن سے تھیں اور ہمارے محبوب امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمشیرہ تھیں۔ ۲۶ر مارچ ۱۹۲۶ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں اور ۱۸ر جولائی ۲۰۰۱ء کو بعمر ۷۵ سال رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی شادی محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب ابن حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے ساتھ ۱۹۴۶ء میں ہوئی۔ محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کی اراضیات سندھ کے نگران مقرر ہوئے تو آپ نے بھی ان کے ساتھ عرصہ دس سال سندھ میں گزارا۔ جہاں پر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو فعال بنانے میں خدمات سرانجام دیں۔ محترمہ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ آپ کے حسنِ تربیت کا نتیجہ ہے کہ وہ سبھی خدمت دین میں مصروف ہیں۔

آپ انتہائی عبادت گزار، غریبوں کی ہمدرد، مستجاب الدعوات اور صاحب رؤیا وکشوف بزرگ خاتون تھیں۔ بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل میں بڑی ہمدردی پائی جاتی تھی اور بسا اوقات دوسروں کا دکھ دیکھ کر تڑپ اٹھتیں۔ دعا کی درخواست پر مسلسل دعا کرتی رہتیں اور ایک لمبے عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ آپ غریبوں اور مسکینوں کی سرپرستی کرتیں اور ان کی غمی اور خوشی میں شریک ہوتیں۔ گھر کے خادموں کے ساتھ بھی احسن سلوک تھا۔ ان کی خورونوش میں اپنے بچوں جیسا سلوک کرتیں۔ آپ کا انداز تربیت بہت عمدہ تھا بچوں کو خود قرآن کریم پڑھایا اور ابتداء سے ہی ان میں نماز باجماعت اور خدمت دین کا شوق پیدا کیا۔

اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان محترمہ صاحبزادی صاحبہ کے وصال پر اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، دیگر افراد خاندان اور مرحومہ کے جملہ عزیز واقارب خصوصاً محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور بیٹوں بیٹیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

ہم ہیں اراکین مجلس عاملہ
انصار اللہ پاکستان ربوہ

امام الکلام

''حقیقی تقویٰ''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضول سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں ....''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷۔۳۰۸)

کلام الامام

’’تقویٰ - زبان کے ساتھ دل کی تصدیق‘‘

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود .... متقی کی زبان کے ساتھ دل کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’............ جب انسان غیب کی حالت میں ہو یعنی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو- یعنی اس کا ایمان صرف قومی نہ ہو کہ جب اس کے ہم مذہب لوگ اس کے سامنے ہوں تب تو وہ ان عقائد کو تسلیم کرے جو اس کے مذہب نے اس کے سامنے پیش کئے ہیں- لیکن جب وہ اپنے لوگوں سے جدا ہو تو اس کا ایمان کمزور ہو جائے- غیب کے یہ معنے قران کریم میں بھی استعمال ہوئے ہیں- مثلاً فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ (انبیاء:۴) وہ مومن جو علیحدگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں- اسی طرح فرماتا ہے وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ (حدید:۳) یعنی ہم نے جنگ کے سامان اس لئے پیدا کئے ہیں تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا دل سے مددگار تھا اور صرف ظاہری دعویٰ نہیں کر رہا تھا- حضرت یوسفؑ کی نسبت آتا ہے اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ (یوسف:۷) جس کے یہی معنے ہیں کہ میں نے پسِ پُشت نظروں سے اوجھل اپنے آقا کی خیانت نہیں کی-

ان معنوں کے رُو سے ان لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ جو تقریریں سنتے ہیں یا وعظ کی مجالس میں بیٹھتے ہیں تو انہیں خوب جوش آ جاتا ہے- لیکن جب وہ علیحدگی میں جاتے ہیں تو ان کا ایمان کمزور پڑ جاتا ہے- ایسے لوگ درحقیقت معمولی مذہب رکھتے ہیں اور ان کی حالت بھیڑ چال کی ہوتی ہے- وہ دوسروں کی آراء کی رَو میں بہہ جاتے ہیں ان کا اپنا مذہب کچھ نہیں ہوتا - اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو متنبہ کرتا ہے کہ ایسا ایمان بے حقیقت ہے ایمان وہی ہے کہ جو ذاتی ہو اور صرف دوسروں کے جوش کو دیکھ کر بھڑک نہ اٹھتا ہو- اور جو شخص ذاتی ایمان نہیں رکھتا اور اپنی قوم اور جماعت اور پُر جوش واعظوں کی صحبت سے الگ ہو کر اس کے دل کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے یا مٹ جاتا ہے وہ متقی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ اس کا ایمان اپنا ایمان نہیں بلکہ عارضی طور پر وہ دوسرے لوگوں سے مانگا ہوا ایمان ہے-

.... متقی وہ ہوتا ہے جس کی زبان ہی ایمان کا دعویٰ نہیں کرتی بلکہ اس کا دل بھی صداقت کا مصدق ہوتا ہے اور وہ جب مومنوں کی صحبت سے دُور ہوتا ہے مثلاً غیر ملکوں اور غیر مذاہب کے پیروؤں میں چلا جاتا ہے جہاں اس کے ہم مذہب نہیں ملتے تو بھی اس کا ایمان ڈگمگاتا نہیں یا کمزور نہیں ہوتا کیونکہ وہ دُوسروں کی نقل کرنے والا نہیں تھا بلکہ یقین اور وثوق سے ایمان پر قائم تھا-‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۰۳)

عربی منظوم کلام

وَلَا تَحْسَبِ الدُّنْيَا كَنَاطِفِ نَاطِفِیْ اَتَدْرِیْ بِلَیْلِ مَسَرَّۃٍ كَیْفَ تُصْبِحُ
اور دنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھو جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے- کیا تم خوشی کی رات کو جانتا ہے کہ کس طرح صبح کرے گا

اَلَا تَتَّقِی الرَّحْمٰنَ عِنْدَ تَصَنُّعٍ وَمَنْ كَانَ اَتْقٰی لَا اَبَا لَكَ یَحْذَرُ
کیا تُو خدا سے ڈرتا نہیں اور بناوٹ کرتا ہے- اور جو شخص پرہیزگار ہو وہ ضرور ڈرتا ہے

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَل تُشَاهِدُ بَعْدَنَا مَسِیْحًا یَحُطُّ مِنَ السَّمَآءِ وَ یُنْذِرُ
کاش تجھے سمجھ ہوتی- کیا میرے بعد کوئی اور مسیح آسمان سے اُترے گا اور ڈرائے گا؟

وَلِلّٰهِ دَرُّ مُذَكِّرٍ قَالَ اِنَّهُ یُعَافُ الْهُدٰی شِكْسٌ نِیْمٌ مُّدَعْثَرُ
اور اُس ڈرانے والے نے کیا اچھا کہا ہے- کہ ایک بدخُو ویران شدہ کمینہ ہدایت سے نفرت رکھتا ہے-

نَبَذْتُمْ كَلَامَ اللّٰهِ خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ تَرَكْتُمْ یَقِیْنًا لِّلظُّنُوْنِ فَفَكِّرُوْا
تم لوگوں نے کلام اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور تم نے ظن کی خاطر یقین کو چھوڑ دیا اب سوچ لو

فَصَارَ كَآثَارٍ عَفَتْ وَ تَغَیَّبَتْ مَدَارُ نَجَاۃِ النَّاسِ یَا مُتَكَبِّرُ
پس قران ایسا ہو گیا جیسا کہ آثار محو شدہ اور چھپ گیا وہی تو مدارِ نجات تھا اے متکبر!

وَاِنَّ شِفَاءَ النَّاسِ كَانَ بَیَانَهُ فَهَلْ بَعْدَهُ نَحْوَ الظُّنُوْنِ نُبَادِرُ
اور اُس کا بیان لوگوں کے لئے شفا تھی- پس کیا ہم قران چھوڑ کر ظنّوں کی طرف دوڑیں؟

(اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول المسیح) روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶-۱۶۷)

فارسی منظوم کلام

O

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی زخم و مرہم' برہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو نے عاشقوں کی ایک عجیب حالت ظاہر کی ان کے لئے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دئے

واہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض درِ رفتن بزدی آمدن آساں کردی

واہ واہ تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا اور آنا آسان کر دیا

ہوشمندانِ جہاں را تو کنی دیوانہ اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

دنیا کے عقلمندوں کو تو دیوانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقلمندوں کے گھروں کو تو نے ویراں کر دیا

جانِ خودکس ندہد بہر کس از صدق و وفا راست ایں ست کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

کوئی کسی کے لئے اپنی جان عشق اور وفاداری کے ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس جنس کو تو نے بہت سستا کیا ہے

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز ہیچ عیار نباشد کہ نہ نالاں کر دی

شوخی چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہوگا جسے تو نے رُلا نہ دیا ہو

ہر کہ در مجمرت اُفتاد تو بریاں کر دی ہر کہ آمد برِ تو شاد تو گریاں کر دی

جو تیرے آتشدان میں گرا تُو نے اسے بھون ڈالا۔ جو تیرے پاس خوش خوش آیا تو نے اُسے رُلا کر چھوڑا

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احسان کردی

میں بھی جب تک دیوانہ نہ ہو گیا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے۔ اے جنونِ عشق تجھ پر قربان! تو نے کتنا احسان کیا

(درثمین فارسی مترجم صفحہ ۲۱۷)

پہلی اور بنیادی ذمہ داری.........رشتہ ناطہ کے معاملہ میں انتہائی عاجزانہ دعاؤں سے آغاز کریں

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں اہم نصائح

''اگر آپ ان نصائح کو پلّے باندھ لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ رشتہ ناطہ کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/امان ۱۳۸۰ ہش/۲ مارچ ۲۰۰۱ء بیت الفضل لندن

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا O (سورۃ النساء: ۲) حضور انور نے فرمایا:

''سورۃ النساء کی یہ دوسری آیت ہے۔ دوسری آیت اس لئے میں نے کہا ہے کہ ہم بسم اللہ کو پہلی آیت گنتے ہیں۔ جب بسم اللہ کو پہلی آیت گنتے ہیں تو اس کو پہلی آیت کہیں گے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا ہے اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

جیسا کہ اس آیت کریمہ کی تلاوت سے ظاہر ہو جاتا ہے آج پھر میں رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں ہی کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں ان کو دور کرنا ہے اور بہت سی مشکلات ہیں جن کی طرف توجہ دلانی ہے پہلے میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابو حاتم مزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں شادی کا پیغام لے کر آئے تو اسے رشتہ دے دو۔ اس کا دین اور اخلاق ہی ہیں جن کو اہمیت دینی چاہئے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اگر اس میں کوئی بات ہو تو پھر بھی۔ اس پر آپؐ نے اصرار سے فرمایا جب تمہارے پاس وہ شخص شادی کا پیغام لے کر آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو۔ اور یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔......اب ''اس میں کوئی بات ہو'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی نقص ہو۔ تو اس کے باوجود اگر اس کے دین اور اخلاق پسند ہوں تو ایسے رشتے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل

سے ہمیشہ بہت اچھے نباہے جاتے ہیں۔

شادی سے پہلے حسن نیت سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ایک آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا۔ جو شخص اللہ اور رسول کی خاطر ہجرت کرتا ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے ہوگی۔ اب یہ ضمناً لوگوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ یہاں بہت سے مہاجر آتے ہیں کچھ جو مجبوراً واقعی تکلیفوں کی وجہ سے ہجرت کرتے ہیں وہ اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کرتے ہیں کچھ جو پیسے دے دلا کر اور جھوٹ بول کر صرف اچھی کمائی کی نیت سے باہر آتے ہیں تو اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا ان لوگوں کی ہجرت کمائی کی خاطر ہی سمجھی جائے گی۔ کچھ ایسے ہیں جو دنیا کے حاصل ہونے یا کسی عورت سے وہاں جا کر نکاح کرنے کے لئے ہجرت کرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دیکھو اس زمانے کا حال بھی اس زمانے کے رسول پر بھی ظاہر تھے جو اس زمانے کا بھی ہے اور آئندہ زمانوں کا بھی۔ آج کل بہت کثرت سے یہ بات ہوگئی ہے کہ ہجرت کرتے ہیں تو صرف خوبصورت، باہر کی بیرونی لڑکی سے شادی کی خاطر تا کہ اس طرح پھر بیرونی ممالک کے ویزے اور پاسپورٹ بھی مل جائیں اور رشتہ بھی ہو جائے۔ یہ رشتہ دھوکے ہیں جن کو میں بالکل واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایسے لڑکے کو اگر کوئی لڑکی اچھی مل بھی جائے تو خدا کے نزدیک وہ ہجرت اس عورت کی خاطر ہوگی اللہ کی خاطر نہیں ہوگی۔

ایک اور حدیث میں منگنی پر منگنی کا پیغام دینے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ عبدالرحمٰن بن شماسہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عقبہ بن عامرؓ کو منبر پر خطاب کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن، مومن کا بھائی ہے۔ پس کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے طے کردہ سودے سے بڑھ کر سودا لگائے۔ یعنی اگر سودا چل رہا ہو کسی چیز کا تو جب تک وہ سودا طے نہ ہو جائے اس وقت تک خاموش رہے۔ اگر وہ سودا رد کر دیا جائے تو پھر دوبارہ اپنا سودا بڑھ کر بھی لگا سکتا ہے مگر اس سے پہلے نہیں۔ اسی طرح اس کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کا پیغام دے۔ پس اگر پتہ لگ جائے کہ کسی کی منگنی کا پیغام ہوا ہوا ہے تو اس وقت تک خاموشی اختیار کرنی چاہئے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ یعنی جس نے پیغام دیا ہے یا جس کا پیغام دیا ہوا ہے دونوں میں سے کوئی بھی اس رشتہ کو چھوڑ دے تو پھر نیا رشتے کا پیغام دیا جاسکتا ہے۔

ایک حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔ تو جو پہلے اشارہ تھا وہ اسی طرف تھا کہ شکل دیکھ کر ایسی بات اگر نظر آئے جو ناپسندیدہ ہے اور ہمیشہ کھٹکتی رہے تو اس شادی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ تو آنحضورؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ تم مہر کیا رکھو گے؟ اس نے کہا چار اوقیہ چاندی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ کے گوشہ سے چاندی کھود کے اسے دو گے۔ اس زمانہ میں چار اوقیہ، غربت کا زمانہ تھا بہت بڑی چاندی سمجھی جاتی تھی اور ایک بڑا مہر سمجھا جاتا تھا۔

آپؐ نے فرمایا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تمہیں دیں- صاف پتہ چلتا ہے کہ اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ وہ غریب ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ مجھ سے اجازت لے لے گا تو پھر مجھ سے ہی مطالبہ کرے گا- تو فرمایا ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ تمہیں بیوی کے لئے یا مہر کے لئے اتنا دیں- ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تمہیں کسی مہم پر بھجوا دیں وہاں تم کچھ مال غنیمت حاصل کرلو- پھر آپؐ نے ایک دستہ بنی عبد کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس دستہ میں بھجوایا اور یہی گمان ہے کہ وہاں سے وہ اپنے مہر کی رقم اچھی وصول کرکے آیا-

وٹہ سٹہ کی شادیوں کا بھی رواج ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا ہے- ایک بھائی کی کسی جگہ شادی ہو تو اس کی بہن کے رشتہ دار کے ساتھ اپنی بہن کی شادی بھی ہوسکتی ہے مگر شرط یہ نہیں ہوسکتی کہ نکاح کا پیغام تب دیں گے جب تم اس کے جواب میں ہماری بہن کے لئے پیغام دو گے- یہ رشتے ہمیشہ بری طرح ناکام ہوتے ہیں اور اگر ایک شخص اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے تو دوسرا بغیر اس کے کہ وہ بیوی کو دیکھے کہ اچھی ہے یا بری ہے وہ اس پر ظلم شروع کردیتا ہے- تو اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا ہے- فرمایا شغار سے توبہ کرو شغار نہ کیا کرو اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ وہ شخص اس کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہ دے گا اور ان دونوں شادیوں کا مہر طے نہ کیا جائے- یہ بھی اس میں خرابی رکھتے ہیں کہ مہر کو طے نہیں کرتے- تو اس قسم کی شادیوں کا رواج ہمارے جھنگ میں جانگلیوں میں ابھی تک ہے یعنی بہت بوڑھا آدمی کسی چھوٹی لڑکی سے شادی کرلیتا ہے اور اس کے بدلے پھر اپنی بیٹی کو اس کے کسی گھر کے مرد سے بیاہ دیتا ہے تو یہ دونوں ہی بہت ہی ناپسندیدہ رشتے ہیں جو کہ مکروہ ہیں اور ان سے جماعت کو توبہ کرنی چاہئے-

بیوگان کا رشتہ کروانا چاہئے- یہ حضرت مسیح موعود علیہ (......) فرمارہے ہیں ''جس عورت کو رسول اللہ (ﷺ) پیارا ہے اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرلے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے''- (ملفوظات جلد پنجم- جدید ایڈیشن صفحہ ۴۷)

''ایک سوال ہوا- ایک عورت تنگ کرتی ہے کہ سودی روپیہ لے کر زیور بنادو اور اس کا خاوند غریب ہے-

جواب:- وہ عورت بڑی نالائق ہے جو خاوند کو زیور کیلئے تنگ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سودی روپیہ لے کر زیور بنا دے- پیغمبر خدا ﷺ کو ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا اور آپؐ کی ازواج نے آپؐ سے بعض دنیوی خواہشات کی تکمیل کا اظہار کیا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو فقیرانہ زندگی منظور نہیں ہے تو ان کو کہہ دے کہ آؤ تم کو الگ کردوں- انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہی بادشاہ ہوگئیں'' پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو بعد میں بہت کچھ عطا کیا- ''یہ صرف خدا تعالیٰ کی آزمائش تھی''

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام- صفحہ ۱۴۸)

''ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کے ساتھ ہوچکی ہے- اب اس کو قائم رکھنا چاہئے یا نہیں؟ فرمایا: ''ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے''

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۳۱)

یہ کہہ کر کہ ایک غیر احمدی سے پہلے سے وعدہ کیا ہوا ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے- جہاں نہیں کرنی چاہئے وہاں بہرحال وعدہ کو توڑنا زیادہ مناسب ہے-

ایک دفعہ صبح سیر پر جا رہے تھے تو یہ سوال اٹھا کہ مہر کتنا ہونا چاہیئے -فرمایا: ''تراضی طرفین سے جو ہو اس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ مخصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے'' یہ ایک عام محاورہ ہے شرعی مہر- اس زمانہ کے حالات بالکل اور تھے اس زمانہ کے حالات بالکل اور ہیں حق مہر اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق رکھنا چاہئے- ''ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے'' آج کل تو لاکھ روپے اب بھی بہت ہیں لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو لاکھ روپے کی کروڑوں کی قیمت تھی جو بعض نمود کی خواہش کے طور پر بتانے کے لئے ہم اتنا حق مہر رکھ رہے ہیں وہ رکھ دیتے ہیں-صرف ڈراوے کے لئے رکھا جاتا ہے تاکہ مرد قابو میں رہے اور کبھی اس لڑکی کو طلاق دینے کا سوچے بھی نہیں کیونکہ وہ حق مہر ادا کرنا پڑے گا-

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود (......) کا فتویٰ یہ ہے: ''میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آپڑے تو جب تک اس کی نیت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقررہ مہر نہ دلایا جاوے'' تو ہمارے جو قضاء کے معاملات ہیں ان میں بھی اس بات کو خوب اچھی طرح مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ایک رسمی مہر کے نتیجہ میں ایک غریب آدمی پر ہرگز یہ بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا کہ جو مہر رکھا گیا تھا اتنا ہی وہ ادا کرے- اس کے حالات ہوں گے وہ دیکھ کر قضاء فیصلہ کر سکتی ہے کہ جتنی اس کی توفیق ہے اس کے مطابق حق مہر ادا کرے اور پہلا جو رکھا ہوا تھا وہ فرضی تھا- فرماتے ہیں: ''بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون'' (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۸۴)

اب حضرت مسیح موعود (......) کے ان اقتباسات اور آنحضور ﷺ کی اصولی ہدایات بیان کرنے کے بعد میں رشتہ ناطہ کے روزمرہ مسائل سے متعلق کچھ آپ کے سامنے باتیں رکھنا چاہتا ہوں- رشتہ ناطہ سے متعلق جب سے میں نے اعلان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک پیدا کی ہے میرے دل میں اور رؤیا میں بھی دیکھا کہ رشتہ ناطہ کی طرف خصوصیت سے توجہ ہو تو اس ضمن میں مجھے حیرت ہوئی کہ بہت ہی زیادہ یہ شعبہ عدم توجہ کا شکار ہوا تھا- بے شمار لڑکیاں ایسی علم میں آئیں جن کی شادی کی ماں باپ کو بھی پرواہ نہیں تھی اور اس تحریک کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہی وہ سامان پیدا کر رہا ہے کہ بہت اچھے اچھے رشتے ہو رہے ہیں-لیکن اس کا ایک غلط مطلب نکلنا عام ہو گیا ہے اور پاکستان کے لوگ خصوصیت سے یہ سمجھتے ہیں کہ رشتہ ناطہ کی تحریک کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی بچیوں کی سب کی شادیاں انگلستان میں کردوں یا جرمنی کردوں- یہ بالکل دھوکا ہے میں نے ہرگز کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ رشتہ کے بہانے پاکستان یا باہر انگلستان وغیرہ کی لڑکیوں کو باہر انگلستان بلایا جائے گا یا جرمنی بھجوایا جائے گا- رشتہ ناطہ ایک الگ مسئلہ ہے اس میں بچیوں کی عمریں برباد نہ کریں اور اچھا رشتہ جس میں دین کی اہمیت ہو اور اخلاق کو اہمیت ہو وہ اگر پاکستان میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے ہندوستان میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے بنگلہ دیش میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے- رشتہ ناطہ کو ولایت آنے کے بہانہ کے طور پر استعمال کرنے کی

اجازت نہیں دی جاسکتی۔

پس ہر جگہ ملکوں کو رشتہ ناطہ کے شعبہ کو بہت منظم کرنے کی تاکیدیں کی جا چکی ہیں اور جہاں تک میرا علم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ توجہ سے رشتہ ناطہ کے شعبے کام کر رہے ہیں۔ تو اپنے اپنے ملک میں رشتہ ناطہ کے شعبہ سے رابطہ پیدا کریں اور اگر وہ بے احتیاطی برتیں یا عدم توجہی کا سلوک کریں تو پھر مجھے لکھیں پھر میں ان کو پکڑوں گا انشاء اللہ۔ آپ کی مشکلات ہر صورت میں حل کرنے کی کوشش کی جائے گی مگر کامیابی یقیناً ہو جائے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کئی حالات ایسے ہوتے ہیں جن میں بعض بچیوں کی شادی نہیں ہوسکتی۔ وہ مجبوری کے حالات ہیں۔ مگر ایسی بچیوں کے متعلق کم سے کم اتنی احتیاط کرنی چاہئے کہ حسن سلوک کیا جائے۔ میں ابھی آپ کے سامنے مثالیں رکھوں گا کہ بعض بچیوں کے قد چھوٹے ہیں بعض بدصورت ہوتی ہیں ان سے حسن سلوک کا معاملہ نہیں کیا جاتا اور بہت ہی دلآزاری کا سلوک کیا جاتا ہے۔ تو کئی بچیوں نے مجھے اس قسم کی شکایتیں بھیجی ہیں جو میں اب آپ کے سامنے رکھوں گا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بچیاں جن کے متعلق یہ شکایت ہے کہ قد چھوٹا ہے یا شکل خراب ہے تو پہلے کیوں نہیں ان کے متعلق پتہ کرتے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ پتہ نہ لگے کہ کسی لڑکی کی شکل کیسی ہے یا قد کتنا ہے۔ یہ سارے کوائف رشتہ ناطہ کے جو رجسٹرز ہیں ان میں بھی درج ہوتے ہیں اور دوسروں سے خموشی سے پتہ کیا جا سکتا ہے بجائے اس کے کہ کسی لڑکی کے والدین سے یا لڑکی سے کچھ بات کی جائے۔ پہلے اچھی طرح پتہ کرلیں پھر اگر نیت ہو تو ان کے پاس جائیں ورنہ نہ جائیں۔ اس سے تو بے چاری بچیوں کی بہت دلآزاری ہوتی ہے اور مجھے کثرت سے ایسی بچیاں شکایتوں کے خط لکھتی ہیں۔

بعض لڑکی دیکھنے آتے ہیں اور مکان دیکھ کر چلے جاتے ہیں یعنی لڑکی اچھی بھی ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ اس کا قد چھوٹا ہو یا بدصورت ہو، اچھی خوبصورت لڑکیوں کے بھی وہ شوق سے رشتے لینے جاتے ہیں اور تبصرہ لڑکی پر نہیں بلکہ مکان پر ہو رہا ہوتا ہے کہ اچھا آپ کا مکان اتنا سا ہے۔ ایسی بداخلاقیاں جماعت میں رواج نہیں پکڑنی چاہئیں۔ بعض لوگوں کی اپنی بہو بیٹیاں بھی ہوتی ہیں ان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان کے ساتھ اگر کوئی یہ سلوک کرے گا تو ان کو کیسا محسوس ہوگا۔

بعض لڑکے جہیز اور جائیداد کے لالچی ہوتے ہیں پھر بعض توفیق سے بڑھ کر مہر باندھتے ہیں۔ مہر کے متعلق تو میں بیان کر چکا ہوں لیکن جہیز اور جائیداد کی لالچ میں جو لڑکے شادی کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق میں بتا دیتا ہوں کہ جماعت کو ہرگز ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور کہنا چاہئے تم جاؤ جہاں چاہو بھاگے پھرو، جماعت تمہارے ساتھ مدد کا کوئی سلوک نہیں کرے گی۔ اگر تمہیں اپنی مرضی کی جائیداد چاہئے تو جہاں مرضی کرلو۔ احمدی لڑکیوں کو بیچاریوں کو کیوں خراب کیا جائے۔

بعض کہتے ہیں لڑکی خوبصورت ہو اور لمبی ہو اور سمارٹ ہو اور اپنی صورت کبھی آئینہ میں نہیں دیکھتے۔ بعض کے قد ٹھگنے ہوتے ہیں اور خود سمارٹ نہیں ہوتے لیکن لڑکی ایسی چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی شیشہ بھی دیکھ لیا کریں اور یاد رکھیں کہ بعض دفعہ لڑکی بدصورت بھی ہو اگر خاوند خوش اخلاق ہو سیرت کی قدر کرنے والا ہو تو میرے علم میں ایسے رشتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حسن

خلق پر جان نچھاور کرتے ہیں اور بہت ہی عمدگی کے ساتھ ان کا نباہ ہوتا ہے پس شکل وصورت کو غیر معمولی اہمیت دینا آپ کے لئے نقصان دہ ہے۔ میں آپ کے فائدہ کی بات کر رہا ہوں اگر اچھی شکل مل جائے تو بہت بہتر ہے لیکن اگر نہ ملے تو حسن خلق اور دین کو بہر حال ترجیح دینی چاہئے۔ ورنہ بعض اوقات تو لڑکیاں پھر انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں کہ ماں باپ اچھا رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔ ان کا معیار اور ہے اور اس معیار کے رشتے ملتے نہیں ان کو یہاں تک کہ پڑی پڑی گھروں میں بوڑھیاں ہو جاتی ہیں۔

اور بعض لڑکوں کے متعلق تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان کی نیت گندی ہے، شادی کی نیت نہیں بلکہ پیسہ کمانے کی نیت ہے۔ لیڈی ڈاکٹر یا کسی پروفیشنل لڑکی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ شادی وہاں کریں گے جہاں کوئی لیڈی ڈاکٹر ہو یا اس کا کوئی پروفیشن ہو۔ جو کمائی کے لئے شادی کرتے ہیں پھر کمائی والی عورتیں جو کماتی ہیں وہ ایسا تیسا کرتی ہیں ان کے ساتھ ذرا سا آپس میں اختلاف ہو جائے تو وہ کہتی ہیں جاؤ بھاگ پھر روٹی ہماری کھاتے ہو اور ہم سے باتیں کرتے ہو تو یہ صرف حرص کی باتیں ہیں جو بہت ناپسندیدہ ہیں۔

پھر بہت زیادہ تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ لڑکیاں زیادہ تعلیم یافتہ ہو جاتی ہیں تو اس سزا میں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ان کی شادی نہ کروائی جائے کبھی۔ یہ جو کمپلیکس ہے، احساس کمتری کہ خاوند کی تعلیم تھوڑی ہے اس لئے میں کیا کروں گی کیا جواب دوں گی لوگوں کو یہ نہایت بے ہودہ طریق ہے۔ خاوند کی تعلیم اگر تھوڑی بھی ہو اخلاق اچھے ہوں اور شکل صورت مناسب ہو تو زیادہ تعلیم یافتہ لڑکی کو اس کے ساتھ بیاہ دینا چاہئے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ کم تعلیم یافتہ مرد کی زیادہ تعلیم یافتہ لڑکی سے شادی کروائی جائے تو زندگی بھر بہت اچھا نباہ ہوتا ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ خوش رہتے ہیں کہ نہیں اور ان کی خوشی کا سامان کرنا چاہئے۔

بعض لوگ اپنے ملک یا اپنے شہر سے باہر شادی نہیں کرنا چاہتے کہ بیٹی ہمارے پاس رہے یہ بھی ایک زبردستی کی شرط ہے جو مناسب نہیں۔ اگر حضور اکرم ﷺ کی نصائح پر عمل کیا جائے تو دین کو حتی المقدور ترجیح دینی چاہئیے یعنی دین اچھا ہو اور کوئی ایسے نقص نہ ہوں جو بعد میں ہمیشہ کے لئے دل میں خلش پیدا کریں۔ تو درمیانی صورت حال ہو، صورت بہت اچھی نہ بھی ہو تو مناسب ہو۔ قابل قبول ہو۔ اور دین اور اخلاق اچھے ہوں تو ایسی شادی اللہ کے فضل سے بہت کامیاب ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک یہ بھی لڑکوں میں رواج چل گیا ہے کہ غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرنے پر ان کو جماعت سے خارج تو نہیں کیا جائے گا لیکن وہ اپنی اولاد کو جماعت سے خود ہی خارج کر لیتے ہیں کیونکہ غیر احمدی لڑکیاں وہی ماحول کے بداثرات ساتھ لے کر آتی ہیں اور بچے تربیت کے معاملہ میں باپ سے زیادہ ماں کے محتاج ہوتے ہیں اور تبھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔ مگر اگر ماؤں کا دین غلط ہو تو یہ خیال کریں کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے، ان کے پاؤں تلے جہنم بھی ہو سکتی ہے۔ تو دین کو ترجیح دیں باقی چیزوں کو بعد میں پیچھے رکھیں۔ دین بہر حال غالب رہنا چاہئے۔ اگر اولاد کو اپنا بنائے رکھنا چاہتے ہیں کہ اولاد کی دنیا اور عاقبت دونوں

ٹھیک رہیں تو ایسی بیویاں گھر میں لائیں جو ان کی اچھی تربیت کرنے والی ہوں۔

اب ایک دو چند عمومی نصیحتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ رشتہ خواہ بیٹی کا پیش نظر ہو یا بیٹے کا یا کسی اور عزیز کا ہر صورت میں ماں باپ کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا انتہائی عاجزانہ دعا کے ساتھ آغاز کریں۔ دعاؤں کو رشتہ میں بہت اہمیت ہے اور دعاؤں کا اثر اولاد پر بہت دور تک پڑتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نمونہ کو دیکھیں کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے لئے بہت پہلے ہزاروں سال پہلے سے دعا کی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ تو جو تھے وہ بہرحال اللہ کی تقدیر میں بننا ہی تھا لیکن ان دعاؤں کا بھی ضرور دخل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں بھلایا اور اپنے اوپر درود میں حضرت ابراہیمؑ پر درود بھی لازم کر دیا۔

حضرت مسیح موعود (......) نے اپنی اولاد کے لئے شادی سے پہلے سے دعائیں کی ہوئی تھیں تو دعاؤں میں ضرور اپنی اولاد کو یاد رکھا کریں اور اس کے نتیجہ میں جو رشتے بھی ان کے ہوں گے وہ بھی اللہ کے فضل سے اچھے ہوں گے۔

بعض لوگ خاندانوں کی ظاہری شان و شوکت کی خاطر شادی کر لیتے ہیں یا محض مال اور حسن و جمال کی وجہ سے شادی کر لیتے ہیں ایسے گھرانوں کے انتخاب اور پسند کے پیمانے دنیا کے تابع ہونے کے باعث کبھی درست ثابت نہیں ہوتے۔

نکاح کے وقت جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں ان میں قول سدید سے تعلق رکھنے والی آیت مرکزی نقطہ رکھتی ہے، مرکزی اہمیت کی حامل ہے اور مرکز ہی میں یہ بیان کی گئی ہے۔ قول سدید سے یہ مراد نہیں ہے کہ سچ بولا جائے، قول سدید سے مراد یہ ہے کہ سچ ایسا بولا جائے کہ اس سے غلط مطلب نکلنے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ ورنہ بسا اوقات انسان ایک سچی بات کرتا ہے اور پھر بھی بعض باتوں کو پوشیدہ رکھ لیتا ہے اور کہتا ہے میں نے جھوٹ تو نہیں بولا۔ یہ باتیں بیان ہی نہیں کیں جو تھیں۔ اگر یہ کہا جائے مثلاً کہ میری بیٹی کو مرگی نہیں ہے اور مرگی نکلے یہ تو جھوٹ ہے۔ لیکن بعض سمجھتے ہیں یہ کہنا ضروری تو نہیں کہ مرگی ہے اور کہتے ہیں ہم نے تو سچ بولا ہے۔ لیکن قول سدید کا تقاضا ہے کہ کہا جائے کہ مرگی کی تکلیف ہے اور پھر اس کو سوچنے سمجھنے کے بعد اگر کوئی اس بچی سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار دنیا میں ایسے لوگ ہیں جن کو مرگی کی تکلیفیں ہیں اور ان کے خاوندان سے بہت خوش ہیں، آگے ان کی اولاد بھی اچھی پیدا ہوئی ہے، تو اس لئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مرگی والوں کی شادی ہی نہ ہو، میں نے تو ہزارہا معاملات دیکھے ہیں جن میں مرگی والی شادی ہوئی اور اچھے نباہ بھی ہوئے ہیں لیکن پہلے بتانا ضروری ہے۔

ایک شادی کا معاملہ تھا مجھے بتایا گیا کہ اس کی ہونے والی ساس نے اس کو قبول کر لیا۔ وہ لڑکی بہت ہی حیا والی اور غیرت والی اور قول سدید والی تھی۔ اس نے خود مجھے کہا کہ میری ہونے والی ساس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ مجھے مرگی کی تکلیف رہی ہے اگرچہ اب اللہ کے فضل سے وہ تکلیف ہٹ بھی چکی ہے لیکن ہرگز شادی نہیں کروں گی جب تک آپ پہلے اس کو یہ نہ بتا دیں کہ اس بچی کو مرگی کی تکلیف رہی ہے۔ جب میں نے بتا دیا تو اس کی ہونے والی ساس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اس

نے کہا اللہ کا احسان ہے کہ اتنی نیک فطرت بچی میری بہو بن رہی ہے تو اللہ نے اس کو مرگی سے جس طرح پہلے نجات بخشی ہے آئندہ بھی انشاء اللہ نجات بخشے گا اور اگر خدانخواستہ کبھی دورہ ہو بھی جائے تو میں اور میرا بیٹا ہرگز اس کو برا نہیں منائیں گے۔ پس قول سدید کے نتیجہ میں بہت سے فوائد ہوتے ہیں اور کئی خرابیوں سے انسان بچ جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دین کو جہاں اہمیت دی ہے وہ درست ہے کہ دین کو بہر حال اہمیت دینی چاہئے مگر کفو کا بھی ساتھ ہی ذکر فرمایا ہے۔ کفو سے بہت سی باتیں مراد ہوتی ہیں۔ یعنی جس طرح قرآن کریم میں سورہ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ اس کا کفو بھی ہونا چاہئے۔ کوئی نہ کوئی آپس میں ملنے جلنے کے لئے کوئی قدر مشترک بھی تو ہونی چاہئے۔ اگر کفو نہ ہو تو اس سے رشتے اکثر خراب ہو جاتے ہیں خواہ دین ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دین کو اپنی جگہ رکھ کر اسی کو اولیت دینے کے باوجود جب کفو کا فرمایا ہے تو ہر ممکن کوشش ہونی چاہئے کہ میاں بیوی کا کچھ جوڑ تو ہو اور شکل صورت کا یا خاندان کا یا ماحول کا یا رہن سہن کی طرز کا آپس میں کوئی جوڑ ہوتا کہ پھر رشتے اچھے قائم ہو سکیں۔

بعض رشتے میرے علم میں ہیں جو آخر ٹوٹ گئے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ایک شخص کی کھانے کی عادت جو تھی وہ بہت ناپسندیدہ تھی اور بیوی کے اندر نفاست پائی جاتی تھی اور روزانہ جو دیکھتی تھی کہ اس طرح کھانا کھاتا ہے منہ میں انگوٹھا ڈال دیتے ہیں بعض دفعہ، تو اس سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا ہر چیز دوسری ٹھیک تھی۔ تو اس لئے اس کو کفو کہتے ہیں کہ تہذیب دونوں کے اندر برابر پائی جائے۔ رہن سہن اٹھنے بیٹھنے کے انداز اچھے ہوں۔ اگر یہ باتیں بھی دیکھی جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے بہت کامیاب ہوتے ہیں۔

اب میں بتاتا ہوں کہ ہم نے جو اقدامات کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ امراء کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ذیلی تنظیموں خصوصاً انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے ضرور مدد لیں اور رشتہ ناطہ کے شعبہ کی فائلیں بنائیں، شادی کے قابل تمام لڑکوں اور لڑکیوں کے مکمل کوائف اکٹھے کریں۔ اگر اپنے طور پر لوگوں کے کوائف بھجوانے کا انتظار کرتے رہیں گے تو اکثر لوگوں میں یہ خرابی پائی جاتی ہے کہ لڑکوں کے کوائف تو نہیں بھیجتے، وہاں تو اپنی مرضی کرتے ہیں زبردستی اور لڑکی کے بھیج دیتے ہیں یعنی لڑکوں کی شادی کرانے کے وہ ذمہ دار اور لڑکیوں کی شادی کرانے کی جماعت ذمہ دار یہ تو تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى یہ تو نامناسب تقسیم ہے۔ خدا کا خوف کریں لڑکیوں کے کوائف جہاں بھیجتے ہیں لڑکوں کے بھی کوائف بھیجیں اور دونوں کے متعلق اگر جماعت بیک وقت غور کرے تو بہت بہتر رشتے تجویز کر سکتی ہے۔ ہاں رشتہ تجویز کرتے وقت آخری ذمہ داری اس کی ہوگی جس نے رشتہ قبول کیا یا اس کا انکار کیا۔ جماعت صرف مدد کے لئے کوائف بھیج دیتی ہے۔ ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کوائف کو ضرور منظور کرو۔ منظور یا نامنظور کرنا آخر آپ کا اپنا کام ہوگا۔ کوائف بھیجنے میں، درست تصدیقات مہیا کرنے میں جماعت کی ذمہ داری ہے۔

جب کوائف آپ کو میسر آجائیں پھر دعا اور استخارہ کے بعد فیصلہ کریں۔ لیکن استخارہ کے متعلق یہ غلط فہمی میں دور کرنا چاہتا ہوں کہ استخارہ میں ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین خبر ملے اس کو اِسْتِخْبَارَہ کہا جاتا ہے۔

استخارہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ خیر طلب کی جائے - پس اللہ سے رشتوں میں خیر طلب کی جائے - اگر کچھ عرصہ دعاؤں کے بعد دل کو تسلی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ دل کو پھیر دے تو یہی استخارہ کا مقصد ہے - اور دعائے خیر کرنے کے نتیجہ میں دل کو تسلی ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ پھر باقی کوائف دیکھ کر دین اور دنیا اور باقی کفو وغیرہ دیکھ کر اس میں شادی کا فیصلہ خود کریں - جماعت پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوگی - صرف یہی کافی ہے جماعت کے لئے کہ حالات معلوم کرنے میں، صحیح کوائف مہیا کرنے میں ہر قسم کی مدد کرے -

اب صحیح کوائف کے متعلق اتنا ضروری ہے کہ جماعت سے مدد لی جائے کہ بعض لوگ جاتے ہیں ربوہ یا قادیان وغیرہ اور جا کے لالچ دیتے ہیں اپنے بیٹے کے متعلق کہ بہت بڑا کاروبار ہے، بہت بڑی آمد ہے اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے - لیکن باہر جا کر پتہ چلتا ہے کہ کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے اور جماعت سے بھی تعلق یونہی واجبی سا ہی ہوتا ہے تو یہاں آ کر پھر وہ بچیاں خراب ہوتی ہیں اور بہت سخت رشتہ ناطہ کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ شادیاں اکثر ٹوٹ جاتی ہیں - زیادہ تر ظلم بچیوں پر ہی ہوتا ہے تو ان کے ماں باپ باہر کی لالچ نہ کریں - ولایت بھجوانے کے لئے اگر لڑکے کے کوائف اونچی شان کے بھی ملیں تو جماعت سے پہلے پوچھیں - اگر جماعت ان کو بتا دے کہ ہاں یہ لڑکا اچھے اخلاق کا ہے اور مناسب آمد جتنی اس نے بتائی ہے اتنی ہی ہے تو پھر بے شک اس سے شادی کر دیں اس کی لیکن اپنی بچیوں پر خود ظلم نہ کریں -

لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کے گلوں پر چھریاں نہ پھیریں ساری عمر وہ ترستی اور تڑپتی رہ جاتی ہیں اس لئے بیٹیوں کا معاملہ تو بہت ہی زیادہ اہم ہے ہمیشہ جماعت سے ان کے کوائف معلوم کر کے لڑکے کی طرف سے جس طرح پاکستان یا ہندوستان وغیرہ میں لالچ دی جاتی ہے اس کے کوائف معلوم کر لیں جماعت انشاء اللہ اس معاملہ میں بہت احتیاط برتتی ہے اور اگر جو بھی جماعت کوائف مہیا کرے الا ماشاء اللہ وہ ہمیشہ ٹھیک ہی ہوتے ہیں تو اس خصوصی نصیحت کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ آجکل رشتہ ناطہ کا بہت ہنگامہ ہوا ہوا ہے، بہت شور ہوا ہے اور میری نصیحت کو غلط سمجھنے کی وجہ سے میری خواب کا غلط مطلب و نتیجہ نکالنے کی وجہ سے بہت سی خرابیاں مسلسل جاری ہیں - لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جب اس نے مجھے حکم دیا تو کام بھی خود ہی کروا رہا ہے - ایسے حیرت انگیز رشتے خود بخود اچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیشہ میرا دل شکر سے جھک جاتا ہے اللہ کے حضور اور جتنا بھی شکر ادا کروں اتنا ہی کم ہے -

تو آنحضرت ﷺ کی نصیحتوں اور حضرت مسیح موعود (......) کے جو اقتباسات میں نے سنائے ہیں اور خود اس پر جو نصیحتوں کا اضافہ کیا ہے ان کو اچھی طرح پلے باندھ لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر انشاء اللہ رشتہ ناطہ کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے - اکثر کہہ سکتا ہوں سارے بہر حال نہیں ہو سکتے -"

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۶ - ۱۲ اپریل ۲۰۰۰ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

راہِ حق میں سب سے پہلے جان قربان کرنے والے جوان، صالح

حضرت مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب ....

(قسط اول)

مرتبہ: مکرم سید میر مسعود احمد صاحب

> ''اور یہی سچے مذہب اور سچے ایمان کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اُس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمان کی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اِس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے''۔ (حقیقة الوحی)

حضرت مولوی عبدالرحمٰن خان ..... کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں اپنے تین سوتیرہ (رفقاء) کی فہرست شائع فرمائی تھی۔ اس فہرست میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب .... کابلی کا نام ایک سوگیارہ نمبر پر اس طرح درج فرمایا:

''شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب، عرف شعبان کابلی''

''انجام آتھم'' ۲۲ رجنوری ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب ۱۸۹۸ء سے قبل قادیان آچکے تھے اور حضور اقدسؑ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''واضح رہے کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی میں دو شہادتوں کا ذکر ہے اور پہلی شہادت میاں عبدالرحمٰن، مولوی صاحب موصوف (یعنی حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب۔ ناقل) کے شاگرد کی تھی۔ جس کی تکمیل امیر عبدالرحمٰن یعنی اس امیر کے باپ سے ہوئی۔ اس لئے ہم بلحاظ ترتیب زمانی پہلے میاں عبدالرحمٰن مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں۔

بیان شہادت میاں عبدالرحمٰن مرحوم: مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشید ان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر یک مرتبہ کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان

کی حاضری کے ایام میں بعض کتب میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں جن سے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔

پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مرید ہیں ملاقات ہوئی اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا۔ اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جابجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہو گیا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے۔ تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۷، ۴۸)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''عبدالرحمٰن شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب کے شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں مُؤحّد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے۔ غالباً ان کی زبانی امیر عبدالرحمٰن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری ان کتابوں کا مضمون سن لیا ہو گا اور عبدالرحمٰن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۳ مطبوعہ لندن)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے۔ یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم اور میاں عبدالرحمٰن

مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیشگوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے۔

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو دس اور صفحہ پانچ سو گیارہ میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔

''وَاِنْ لَمْ یَعْصِمُكَ النَّاس یَعْصِمُكَ اللّٰه مِنْ عِنْدِہ یَعْصِمُكَ اللّٰه مِنْ عِنْدِہ وَاِنْ لَمْ یَعْصِمُكَ النَّاس شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَان۔ وَلا تَهنوْا وَلَا تَحْزنوا۔ الیس اللّٰه بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللّٰه علیٰ کلّ شیءٍ قدیر و جئنابك علیٰ هٰؤُلاء شهیدا.......... وعسیٰ انْ تحبوا شیئًا و هو شرلکم وعسیٰ ان تکرهوا شیئًا وهو خیر لکم واللّٰه یعلم وانتم لا تعلمون۔

ترجمہ: اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کریں گے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دے کر مگر خدا ان کو ان کی تدبیروں میں نامراد رکھے گا.......... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا۔ یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے.......... سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں۔ وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس برس بعد پوری ہوئی.......... جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ہے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا.......... اور میاں عبدالرحمٰن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا اس لئے ان کو بکری کے نام سے یاد کیا گیا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گزرے گا اس لئے اس وحی کے مابعد آنے والے فقروں میں تسلی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم

تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جوان دو مظلوموں کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا.......... پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقعہ ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہوں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے۔

اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے.......... لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔

پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے''

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۶۹ تا ۷۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم میں تحریر فرماتے ہیں:

''پھر ایک اور پیشگوئی کر کے فرمایا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی یعنی میاں عبدالرحمٰن اور مولوی عبداللطیف جو کابل میں سنگسار کئے گئے اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مرے گا پر ان دونوں کا ذبح کیا جانا آخر تمہارے لئے بہتری کا پھل لائے گا۔ اور ان واقعات شہادت کے مصالح جو خدا کو معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یعنی خدا جانتا ہے کہ ان موتوں سے اس ملک کابل میں کیا کیا بہتری پیدا ہوگی''

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۸۵)

اسی طرح فرمایا:

''پیشگوئی میں جو دو بکریوں کے ذبح کئے جانے کا ذکر ہے یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سرزمین کابل میں ظہور میں آیا۔ یعنی ہماری جماعت میں سے ایک شخص عبدالرحمٰن نام جو جوان صالح تھا اور دوسرے مولوی عبداللطیف صاحب جو نہایت بزرگوار آدمی تھے امیر کابل کے حکم سے سنگسار کئے گئے۔ محض اس الزام سے کہ کیوں وہ ہماری جماعت میں داخل ہو گئے'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۸۵)

نیز فرمایا:

''واقعہ شہادت اخویم مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ایک ایسا دور از قیاس واقعہ تھا کہ جب تک وقوع میں نہ آ گیا ہمارے ذہن کا اس طرف التفات نہ ہوا کہ دراصل وحیٔ الٰہی

کے یہ معنی ہیں کہ دو ہمارے صادق مرید سچ مچ ذبح کئے جائیں گے بلکہ اس حالت کو مستبعد سمجھ کر محض اجتہاد کے طور پر تاویل کی طرف میلان ہوتا رہا اور تاویلی مصداق خیال میں گزرتے رہے کیونکہ انسان کا اپنا علم اور اپنا اجتہاد غلطی سے خالی نہیں۔ لیکن جب یہ دونوں واقعات بعینہ ظہور میں آ گئے اور دو بزرگ اس جماعت کے بڑی بے رحمی سے کابل میں شہید کئے گئے تو حق الیقین کی طرف وحی کے معنے معلوم ہو گئے اور جب اس وحی کی تمام عبارت کو نظر اٹھا کر دیکھا تو آنکھ کھل گئی اور عجیب ذوق پیدا ہوا اور معلوم ہوا کہ جہاں تک تصریح ممکن ہے خدا نے تصریح سے اس پیشگوئی کو بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے الفاظ اختیار کئے ہیں اور ایسے فقرات بیان فرمائے ہیں کہ وہ دوسرے پر صادق آ ہی نہیں سکتے۔ سبحان اللہ! اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کیسے اس نے ان پوشیدہ باتوں کو ایک زمانہ دراز پہلے براہین احمدیہ میں بتصریح بیان کر دیا''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۱ مطبوعہ لندن صفحہ ۸۵،۸۶)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''میری جماعت میں اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس سلسلہ کے لئے بہت دکھ اٹھائے ہیں اور بہت ذلتیں اٹھائی ہیں اور جان دینے تک فرق نہیں کیا۔ کیا وہ ابدال نہیں ہیں؟ شیخ عبدالرحمٰن، امیر عبدالرحمٰن کے سامنے اس سلسلہ کے لئے گلا گھونٹ کر مارا گیا اور اس نے ایک بکری کی طرح اپنے تئیں ذبح کرا لیا۔ کیا وہ ابدال میں داخل نہ تھا؟ ایسا ہی مولوی صاحبزادہ عبداللطیف جو محدث اور فقیہ اور سرآمد علماء کابل تھے اس سلسلہ کے لئے سنگسار کئے گئے اور بار بار سمجھایا گیا کہ اس شخص کی بیعت چھوڑ دو، پہلے سے زیادہ عزت ہوگی لیکن انہوں نے مرنا قبول کیا اور بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور چالیس دن پتھروں میں ان کی لاش پڑی رہی کیا وہ ابدال میں سے نہ تھے؟''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۷)

اسی طرح فرمایا:

''براہین احمدیہ کی پیشگوئی ہے شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مرے گا۔ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں درج ہے جو آج سے پچیس (۲۵) برس پہلے شائع ہو چکی ہے۔ مجھے مدت تک اس کے معنے معلوم نہ ہوئے بلکہ اور اور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھہرایا۔ لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم اور شیخ عبدالرحمٰن ان کے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے تب روز روشن کی طرح کھول دیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شاۃ کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۴)

نیز فرمایا:-

''صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ دانستہ ایک جھوٹے مکار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے۔ یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر میں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی .... اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں۔ اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمان کی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۹، ۳۶۰)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت ل کو اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی .... صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا .... براہین احمدیہ میں ۳۲ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی تھی وہاں صاف لکھا ہے:

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جاکر شہید ہوں گے .... پہلے عبدالرحمن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا۔ سابق امیر نے قتل کرایا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے .... اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۱۱-۵۱۲)

(باقی آئندہ)

احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ متفرق اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے ماہنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ یکم جولائی ۲۰۰۱ء سے بڑھا دی گئی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ پاکستان ۱۰۰ روپے، امریکہ آسٹریلیا ۳۰ امریکن ڈالر، کینیڈا ۵۰ ڈالر کینیڈین، یورپ افریقہ دیگر ممالک ۱۵ پونڈ، جرمنی ۵۰ مارک۔ (مینیجر)

زندگی

پختہ تر ہے دردِ پنہاں سے بنائے زندگی
لَا اِلٰــــــہَ اِلَّا ھُـــو ہے منتہائے زندگی

کربلا کے خُونِ ناحق سے ہوا یہ آشکار
موت بھی ہوتی ہے دنیا میں بجائے زندگی

کس کا نوحہ کس کا ماتم اَے حقیقت ناشناس
زندگی ہی زندگی ہے ماورائے زندگی

خیر و شر کے سب مراحل ہیں اِسی میں مستتر
گاہ خندہ گاہ گِریہ ہے جزائے زندگی

مقتلِ عشق و وفا ہے چشمۂ آب بقا
اِبتلائے زِندگی ہے اصطفائے زندگی

جذبہ صبر و تحمل چاہیئے اَے بے خبر
مشکلوں کے ساتھ ہے مشکل کُشائے زندگی

یہ سما یہ مہر و ماہ و کہکشاں کیا چیز ہیں
عرش تک پہنچا ہے مصلح مصطفائے زندگی

مولانا مصلح الدین راجیکی

مقدمہ دیوار ۱۹۰۰ء--۱۹۰۱ء کے دوران

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کے ایمان افروز واقعات

تحریر: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہؑ کی اپنے چچازاد بھائیوں مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب کے ساتھ کچھ جائداد مشترک تھی۔ جس جگہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مہمانوں کے یکے آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ وہاں سے ہی بیت المبارک کو جانے کا راستہ تھا اور مہمان خانہ بھی وہیں تھا۔ آپ کے ان چچازاد بھائیوں نے مخالفت کی وجہ سے جو آپ سے ذاتی اور مذہبی طور پر تھی۔ ماہ رمضان ۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو دیوار کھڑی کر دی۔ جس سے حضرت اقدس کو بہت تکلیف ہوئی کیونکہ نمازیوں کے بیت المبارک جانے کا وہی راستہ تھا۔ اب نمازیوں کو ہندو بازار سے بڑا چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا۔ حضرت اقدس اور احمدی احباب کو سخت پریشان لاحق ہوئی۔ ۶ر جنوری کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کو اپنے الہام کے ذریعہ آگاہ فرمایا (ترجمہ از عربی الہام) ''چکی چلے گی اور حالات تبدیل ہو جائیں گے'' آغاز میں وکلاء کا نقطہ نظر بھی تھا کہ کچھ دے دلا کر ان سے صلح کر لی جائے کیونکہ پہلے کسی کیس میں فیصلہ ان کے حق میں ہو چکا تھا۔ اور جگہ پر قبضہ بھی ان کا تھا۔ مگر وہ اس طرف آنے پر آمادہ نہ تھے۔ بلکہ بات کرنے پر آگ بگولہ ہو گئے۔ آخر کار یہ معاملہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے سامنے پیش کرنے کی نوبت آئی۔ وہاں بھی صاحب بہادر کا رویہ سخت مخالفانہ تھا لگتا تھا کہ اس کے علم میں ساری صورت حال تھی۔ آخر کار دیوانی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جس کی تاریخ ۱۶ر جولائی ۱۹۰۱ء تھی۔ اس موقعہ پر حضرت اقدسؑ نے ایک تفصیلی بیان دیا اور مخالفت کی وجوہات بیان فرمائیں۔ ۱۰ر اگست کو وکلاء کی بحث ہوئی ۱۲ر اگست کو ڈسٹرکٹ جج گورداسپور خدا بخش صاحب نے فیصلہ سنایا۔ ۲۰ر اگست کو دیوار گرا دی گئی۔ اس سارے مقدمہ کے دوران حضرت اقدس اس یقین محکم پر قائم رہے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو گا۔ اس مقدمہ کے دوران بہت سے ایمان افروز واقعات دیکھنے میں آئے۔ جب کہ آپ کو اپنے رفقاء کے ساتھ گورداسپور جانا پڑا ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اچھا جب اذن ہوگا: مقدمہ دیوار سے قبل کا یہ واقعہ حضرت اقدسؑ کے توکل علی اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن قادیانی فرماتے ہیں:

> ''جب مرزا امام الدین کسی بات پر راضی نہ ہوا بلکہ اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا تو حضرت اقدسؑ نے احباب کے مشورہ سے ضلع کے حکام اعلیٰ کے پاس حضرت حاجی حکیم فضل الرحمٰن صاحب بھیروی کی سرکردگی میں وفد بھیجا اتفاق سے حاکم کا دورہ قادیان سے متصل ہرچوال کے نہری بنگلہ پر مقرر تھا۔ وفد نے ڈپٹی کمشنر کے روبرو اپنی مشکلات بیان کیں مگر حاکم ضلع کا رویہ مخالفانہ تھا۔ اس نے کہا ''تم لوگ ہم پر رعب ڈالنے

آئے ہو ہم تم کو خوب جانتے ہیں تمہیں سیدھا کر دیا جائے گا - ابھی چلے جاؤ ورنہ گرفتار کر لئے جاؤ گے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو کہلوان کے ساتھ ہی دورہ میں تھا کہ ان لوگوں کا انتظام ہونا چاہیئے یہ بہت دلیر ہو گئے ہیں وغیرہ وغیرہ'' سیدنا حضرت اقدس دستار مبارک کا شملہ دہن مبارک کے سامنے کئے یہ باتیں سنتے رہے میں نے دیکھا کہ حضور کے رخ مبارک پر گہرے رنج کے آثار نمایاں ہو رہے تھے افسوس کہ اس وقت کی کیفیت کو لفظوں میں بیان کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں - الغرض وفد کے بیانات سننے کے بعد میں نے دیکھا کہ لمحہ بھر کے لئے حضور پرنور کسی گہری سوچ میں خاموش رہے پھر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی کو مخاطب کر کے فرمایا:

''مولوی صاحب اس صورت میں تو ہمارا کام رک جائے گا - کیونکہ جب ہمارے لئے امن ہی نہ ہوگا تو کام کیسے چلے گا - مہمانوں یا مذہبی تحقیق کرنے والوں کے واسطے آرام سہولت اور آزادی نہ رہی تو ہمارے ہاں آئے گا کون - کیونکہ ڈپٹی کمشنر کا رویہ ہمارے مخالفوں کو اور بھی دلیر بنا دے گا - پہلے ہی وہ ہمارے مہمانوں کو بات بات پر تنگ کرتے اور ٹوکتے رہتے ہیں - یہ تو اخلاص ہے ہمارے دوستوں کا کہ وہ مخالفوں کی بدخلقیوں اور سختیوں کو برداشت کر لیتے ہیں''

اسی سلسلہ میں حضور نے ایک دلسوزی اور رقت آمیز لہجہ میں فرمایا ''مولوی صاحب داغ ہجرت کا الہام بھی تو ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لئے بھی ہجرت مقدر ہے -''

حضرت اقدس کا یہ الہام سن کر وہاں موجود بعض احباب نے حضور کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی کہ وہاں مکانات اور سہولیات موجود ہیں مگر حضرت اقدس نے کسی قدر سکوت کے بعد فرمایا

''اچھا جب اِذن ہوگا''

اللہ اللہ کس قدر حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل اور بھروسہ تھا کہ باوجود تکلیف کے خدا تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں کہ اذن ہوگا تو پھر ہجرت کریں گے''

(خلاصہ از حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن قادیانی صفحہ ۵۲۵، ۵۲۶)

گورداسپور میں قیام: حضرت اقدس معہ اپنے خدام کے ۱۵ جولائی کی صبح گورداسپور کے لئے روانہ ہوئے - وہاں آپ نے مولوی محمد علی صاحب کے خسر منشی نبی بخش صاحب رئیس گورداسپور کے مکان پر قیام فرمایا - مقدمہ کے متعلق باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور کسی کے یہ کہنے پر کہ فریق مخالف نے بہت بیہودہ جرح کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا -

''میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا مومن کا ہاتھ اوپر ہی پڑتا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کافروں کی تدبیریں ہمیشہ الٹی ہو کر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں - مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ - میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو میرے ساتھ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ میں

ملل باطلہ کے رد اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا۔ کہ ملل باطلہ کے رد کرنے کے لئے جس قدر جوش مجھے دیا گیا ہے میرا قلب فتویٰ دیتا ہے کہ اس تردید و ابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جاویں اور میں اکیلا ایک طرف تو میرا پلہ ہی وزن دار ہوگا۔ آریہ عیسائی اور دوسرے باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اس قدر ہے پھر ان لوگوں کو میرے ساتھ بغض نہ ہوتو اور کس کے ساتھ ہو۔ ان کا بغض اس قسم کا ہے جیسے جانوروں کا ہوتا ہے۔ تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی'' (اخبار الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۹، ۱۰)

حضرت اقدس کے خدام کا نمونہ: جس روز رات کو حضرت اقدسؑ گورداسپور پہنچے تھے طبیعت کسی قدر ناساز تھی۔ بایں ہمہ حضرت اقدسؑ نے تمام احباب کو جو ساتھ تھے آرام کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے متفرق مقامات پر احباب جا کر سو رہے برادرم عبدالعزیز صاحب اور دو تین دوست اس مکان میں رہے جہاں حضرت اقدسؑ آرام کرتے تھے۔ ساری رات حضرت اقدسؑ ناسازی طبیعت اور شدت حرارت کی وجہ سے سو نہ سکے۔ چونکہ بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اس لئے بار بار .... اٹھتے تھے۔ حضرت اقدسؑ ارشاد فرماتے تھے کہ

''میں حیران ہوں منشی عبدالعزیز صاحب ساری رات یا تو سوئے ہی نہیں اور یا اس قدر ہوشیاری سے پڑے رہے کہ ادھر میں سر اٹھاتا تھا ادھر منشی صاحب فوراً اٹھ کر اور لوٹا لے کر حاضر ہو جاتے تھے۔ گویا ساری رات یہ بندہ خدا جاگتا ہی رہا۔ اور ایسا ہی دوسری رات بھی ....''

پھر فرمایا:۔

''درحقیقت ادب مرشد اور خدمت گذاری ایسی شے ہے جو مرید و مرشد میں ایک گہرا رابطہ پیدا کر کے وصول الی اللہ اور حصول مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اس خلوص اور اخلاص کو جو منشی صاحب میں ہے ہماری جماعت کے ہر فرد کو حاصل کرنا چاہیئے'' (اخبار الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱-۱۲)

۱۶ر جولائی ۱۹۰۱ء فجر کی نماز کے بعد کچھ دن چڑھے پھر احباب کا مجمع ہو گیا ۸-۹ بجے قریب ڈاکٹر فیض قادر صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کپورتھلہ کے بھائی منشی فیض الرحمٰن ٹریژری کلرک گورداسپور کے مقدمہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کی گئی حضرت اقدس نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

''میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کرے اور وہ اپنی ایسی تبدیلی کرے کہ خود اسے محسوس ہو جاوے.........

بس خدا پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہئے کہ ہر ایک شے سے بکلی یاس ہو- اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو- اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو ہر قسم کی لغزش سے بچنا چاہیے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہئے.........

ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے- مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں-

میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ دعا کروں گا- تم خود بھی اپنی صلاحیت میں مشغول رہو- اور خدا تعالیٰ سے صلح کرو- کہ وہی کارساز ہے''

(اخبار الحکم ۷ر جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰)

عدالت کے لئے روانگی: حضور ۱۶ر جولائی کو دس بجے عدالت کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں دوڑ دوڑ کر لوگ زیارت کرتے تھے- کچہری کے سامنے جو پختہ تالاب ہے اس کے جنوب اور شرقی گوشہ میں دری بچھائی گئی حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے حضور کا تشریف رکھنا تھا کہ ساری کچہری اُمڈ آئی- زائرین کا ہجوم دمبدم بڑھتا جاتا تھا- اس عرصہ میں ایک شخص معزز حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے حضور سے مصافحہ کیا اور کچھ باتیں کرتے رہے اور اپنے لڑکے کے لئے جو بیمار تھا دعا کے لئے عرض کی آپ نے دعا کا وعدہ فرمایا: پھر اس نے عرض کی کہ:

''جناب ہمارے لئے ہی یہاں تشریف لائے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہی آپ کی تشریف آوری کی سبیل پیدا کی ہے کہ ہم مشتاقوں کو بھی آپ کی زیارت سے سعادت مند و بہرہ مند فرمائے-''

حضورؑ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''ہاں ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو قادیان میں کسی وجہ سے نہیں آ سکتے اور اپنے اندر اخلاص رکھتے ہیں ہماری ملاقات سے محروم نہ رکھے- فرمایا لکھا ہے کہ دو بزرگ ایک حضرت سید عبد القادر جیلانی کے مرشد حضرت ابو سعید احمد اور ایک اور بزرگ ایک مقام میں جمع ہوئے اور گفتگو یہ ہوئی کہ حضرت اقدس و اکرم رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرا کر کیوں خدا تعالیٰ لے گیا- ان دونوں بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا کہ مصلحت و حکمت الٰہی اس بات کی متقاضی تھی کہ جو مراتب اور علو درجات

رسول اللہ ﷺ کو عطا کرنے تھے وہ اس ہجرت اور سفر اور مصائب و تکالیف شدیدہ کے برداشت کرنے سے آپ کو عنایت فرمائے۔

دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ مدینہ میں بہت سی ایسی روحیں پر جوش اور بڑ اخلاص اور خدا تعالیٰ کی طرف دوڑنے والی تھیں جو ایک ذریعہ عظیمہ اور سبب کبریٰ کو چاہتی تھیں اور وہ بباعث کسی سبب یا بیدست وپا ہونے کے کہیں جا نہیں سکتی تھیں سو ان کے تکمیل کے لئے خداوند جلّ شانہ' نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں پہنچایا۔

غرض ان بزرگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق یہ دو باتیں بیان کیں اور دونوں ہی باتیں سچی تھیں سو خدا تعالیٰ جو ہمیں گورداسپور لایا اور وہ اپنی مرضی اور حکمت کے رو سے لایا نہ ہم خود اپنی مرضی اور خواہش سے آئے۔ خدا ہی جانے اس میں کیا اس کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اور ہمارے ذریعہ یا ہمارے وجود سے حق کی کیا کیا تبلیغ اور سچائی کی کیا کیا حجتیں پوری ہوں گی۔ اور خدا کے علم میں اور کیا کیا باتیں ہیں جو ہمیں معلوم نہیں خدا تعالیٰ اپنی حکمتوں سے خوب واقف ہے پھر آپ نے چند نصیحتیں کئی پیرائیوں میں تقویٰ و طہارت اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے اور صدق اور راستی کے قبول کرنے کی نسبت بیان فرمائیں۔

(اخبار الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۲)

حضرت اقدس کمرہ عدالت میں: بوڑ سنگھ اور سنت سنگھ گواہان مدعا علیہ کے بیان کے بعد حضرت اقدسؑ کو بطور گواہ مدعا علیہ بلایا گیا۔ عام طور پر مشہور تھا کہ بڑی جرح کی جاوے گی مگر خود حضرت اقدسؑ کا وجود اور آپ کے عظیم الشان دعاوی بجائے خود اس قسم کے ہیں جس نے خواص اور معزز لوگوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ان لوگوں کی بڑی تعداد محض اس خیال سے کہ ایسا بڑا مدعی جس کے متبعین میں بڑے بڑے معزز قابل، عالم، تعلیم یافتہ، مشائخ، بڑے بڑے عہدہ دار اور باکمال، ہیں کم از کم دیکھنے کے قابل ضرور ہے۔ جمع ہو گئے تھے۔ چنانچہ رائے گنگا رام صاحب اور مرزا ظفر اللہ خاں صاحب اور منشی عبدالشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران حضرت اقدسؑ کے پیش ہونے پر عدالت میں آ گئے تھے۔

حضور نے اپنے تفصیلی بیان میں اپنی تکالیف کا اظہار فرمایا تھا نیز فرمایا کہ یہ تمام وجوہات ان کی مذہبی اور ذاتی مخالفت کا نتیجہ ہیں جو ان کو مجھ سے ہیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ایڈیٹر الحکم جو موقعہ پر موجود تھے لکھتے ہیں:۔

> ''حضرت اقدس کے بیان میں وہ زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں اس کو ادا نہیں کر سکتے۔ الفاظ کے ادا سے ایک خاص قسم کا رعب اور ہیبت ٹپکتی تھی۔ چنانچہ جس وقت آپ نے فرمایا کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر ہنسی کی جاتی .... تو خصوصیت کے ساتھ ناظرین میں سے ہمارے اکسٹرا اسسٹنٹوں پر بہت بڑا اثر پڑا وہ بڑی حیرت کے ساتھ آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے''

(اخبار الحکم ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰)

دوسرے دن ۱۷ ؍جولائی گورداسپور سے روانہ ہوکر ساڑھے گیارہ بجے بخیریت قادیان دارالامان پہنچ گئے۔

مقدمہ کا فیصلہ: ۱۲ ؍اگست ۱۹۰۱ء کو جج صاحب نے دیوار گرانے اور سفید میدان میں کسی جدید تعمیر نہ کرنے کا دوامی حکم دیا اور ایک سو روپیہ بطور جرمانہ مدعی کو علاوہ اخراجات مقدمہ کے دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

دارالامان میں یہ خبر ۱۲ ؍اگست کی شام کو پہنچی جس سے احمدی احباب کو از حد مسرت ہوئی اور فریق مخالف کا الہام ثابت الوجوہ کا مصداق ہوگیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

''گویا ایک سال آٹھ ماہ کا رمضان تھا جس کی آج عید ہوئی۔''

مقدمہ کے متعلق حضرت اقدس شام کو حالات سنتے رہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب .... بیان فرماتے ہیں:

''اس دن کا نظارہ ہم الفاظ میں ناظرین کو دکھا نہیں سکتے حضرت اقدسؑ کے درو دیوار سے یوں تو ہمیشہ ہی ایک خوشی اور مسرت نمایاں ہوتی ہے مگر وہ دن خاص قسم کی خوشی کے ظہور کا تھا باہر کے احباب کے زمرہ میں بھی یہ خوشی محسوس کی گئی ہے جہاں انہوں نے سجدات شکر باری تعالیٰ عزاسمہ ادا کئے۔

(اخبار الحکم ۱۷ ؍اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴)

دیوار ڈھے گئی: فضل کی بارش برسی اور فتنہ کی گرد بیٹھ گئی۔

''۲۰ ؍اگست ۱۹۰۱ء ۴ بجے عصر کا وقت ہے جس کی نسبت خدا کی بزرگ کتاب قرآن مجید میں آیا ہے

وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○

ہم عادتاً (بیت) مبارک میں خدا کی نصرتوں کے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ہوں برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب ایم، اے، مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔ حکیم فضل الدین صاحب ہیں قاضی ضیاء الدین صاحب ہیں پیر سراج الحق صاحب ہیں شیخ عبدالرحیم صاحب ہیں سامنے سے میر ناصر نواب صاحب دوڑے دوڑے آتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں کہ دیوار کو وہی بھنگی ڈھا رہا ہے جو اس شر اور فتنہ کے دن اس کے کھڑا کرنے پر مقرر ہوا تھا۔ اس بشارت کو سن کر سب دوست اس عجیب اور دل کش نظارہ کو دیکھنے کو (بیت) کے اوپر دوڑے جاتے ہیں اور میں شکر اور حمد سے معمور ہوکر سجدہ میں گر جاتا ہوں .... یہ دیوار جسے فتنہ و شر کی اینٹوں نے ترکیب دی تھی ۵ ؍جنوری ۱۹۰۰ء میں کھڑی کی گئی۔ اور آج ۲۰ ؍اگست ۱۹۰۱ء بروز سہ شنبہ مطابق ۵ ؍جمادی الاول ۱۳۱۹ ہجری میں ان ہی موذی مگر بے پر اور ذلیل ہاتھوں سے گرائی گئی۔ اس مقدمہ میں ہماری کامیابی خدا تعالیٰ کے وجد کا بڑا بھاری نشان اور اس کے مرسلوں اور برگزیدوں کے صدق دعویٰ کا ثبوت ہے۔

(اخبار الحکم ۲۴ ؍اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۹،۱۰)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بلاتبصرہ

شذرات

مرتبہ: مکرم ریاض محمود صاحب باجوہ

قائداعظم کا پاکستان

جناب خالد جاوید جان صاحب اپنے کالم کٹہرا میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:-

''قائداعظم کے حوالے سے آج کل ان کے خودساختہ اقوال کی دریافت عروج پر ہے- جن کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جاتی ہے کہ بانی پاکستان کے نزدیک قیام پاکستان کا مطلب ایک بنیاد پرست مذہبی ملک کا تھا جس میں مذہب کو امور سلطنت میں بنیادی حیثیت حاصل تھی- قائداعظم جو تاریخ کے لائق و فائق طالب علم تھے ان حقائق سے بخوبی آگاہ تھے نیز اس وقت کے مشہور علمائے کرام سے بھی ان کا واسطہ پڑ چکا تھا چنانچہ ان کے ذہن میں پاکستان کا جو خاکہ تھا- اس میں دور دور تک مذہبی ریاست کا تصور نہیں تھا-

وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور معاشی ترقی کے لئے پاکستان چاہتے تھے جو ہندوؤں کی مذہبی انتہاپسندی کا ردعمل تھا نہ کہ مسلمانوں کی انتہاپسندی کے لئے کہ وہاں ان کی ترقی کی راہ میں فرقہ بندی حائل ہو جائے- ان کے نزدیک پاکستان میں ذاتی مفادات، اقرباپروری بلیک مارکیٹنگ اور رشوت کا سدِّ باب اہم ترین مقاصد تھے جو پاکستان میں رہنے والے تمام شہریوں کی معاشی ترقی کے لئے ضروری تھے وہ تمام شہریوں کے جان و مال اور مذہبی عقائد کو تحفظ دینے کے خواہاں تھے وہ سکولرازم اور مذہبی رواداری کے بہت بڑے مبلغ تھے- ان کی ذاتی زندگی بھی اس حقیقت کی گواہ ہے وہ مذہبی عقائد کو ہر فرد کا ذاتی معاملہ سمجھتے تھے جس کا کاروبار ریاست سے کوئی تعلق نہیں تھا- پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے صدر اول کے انتخاب کے موقع پر ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی آئین ساز اسمبلی سے قائداعظم کا صدارتی خطاب قائداعظم کے پاکستان کی ایک جھلک پیش کرتا ہے جو ہر قسم کی نام نہاد مذہبی ریاست کی نفی کرتا ہے-''

آپ نے فرمایا:

صاحب صدر، خواتین وحضرات!

''میں انتہائی خلوص کے ساتھ تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس اعزاز پر جو آپ نے مجھے اپنا پہلا صدر منتخب کر کے بخشا ہے یہ وہ سب سے بڑا اعزاز ہے جس کا عطا کرنا اس مقتدر ایوان کے لئے ممکن ہے.......... میں دل سے امید کرتا ہوں کہ آپ کی امداد و تعاون سے ہم آئین ساز اسمبلی کو دنیا کے لئے مثال بنا دیں گے آئین ساز اسمبلی کے دو کارہائے منصبی ہیں پہلی بھاری ذمہ داری ہمارے مستقبل کے آئین کی تشکیل ہے اور دوسرا ایک جامع اور مکمل مقدر ایوان کے طور

پاکستان کی وفاقی مقننہ کی حیثیت سے کام کرنے کا ہے۔''

''..........جس نے خانہ کعبہ میں جھوٹ بولے اور ''ملائیت'' کو قائداعظم کے سیاسی نظریے سے موسوم کیا۔ اس کے وارث قائداعظم کے اسی خطاب میں شامل ان الفاظ کو کیسے جھٹلا سکتے ہیں ''آپ آزاد ہیں۔ اس ملک پاکستان میں آپ آزادی سے اپنے مندروں اور مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جا سکتے ہیں آپ کا تعلق کسی مذہب کسی ذات یا کسی عقیدے سے ہو، اس کا کاروبار ریاست سے کوئی واسطہ نہیں، آپ جانتے ہیں اور تاریخ سے عیاں ہے کہ کچھ عرصہ انگلستان کے حالات ہندوستان کے موجودہ حالات سے بدتر تھے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے پر ظلم روا رکھتے تھے۔ اب ایسی ریاستیں موجود ہیں جہاں ایسی تمیز روا رکھی جاتی ہے اور ایک خاص فرقے پر پابندیاں عائد ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا آغاز ایسے وقتوں میں نہیں ہے، ہم اس بنیادی اصول سے آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ریاست کے شہری اور برابر کے شہری ہیں اہل انگلستان نے وقت کے ساتھ صورت حال کی حقیقتوں کا سامنا کیا..........وہ قدم بقدم آگے بڑھے۔ آج آپ انصاف کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اب رومن کیتھولیکوں اور پروٹسٹنٹوں کا وجود باقی نہیں رہا اب جو چیز باقی ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص عظیم برطانیہ کا شہری اور برابر کا شہری ہے اور وہ سب ایک قوم کے افراد ہیں۔ ہمیں اسی حقیقت کو اپنے سامنے بطور ایک نصب العین کے رکھنا چاہئے اور وقت گزرنے پر آپ دیکھیں گے کہ ہندو ہندو نہیں رہیں گے مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے مذہبی معنوں میں نہیں کیونکہ یہ ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں بطور ایک ریاست کے شہری کے''

کاش قائداعظم کی اس تقریر کو ہر جماعت کے نصاب میں شامل کر دیا جاتا اور نئی نسل میں مذہبی تعصب کی بجائے سیکولر انداز فکر پروان چڑھتا جہاں انسان تنگ نظری اور خود ساختہ برتری کی عینک سے دوسروں کو نہ دیکھیں بلکہ ایک ہمدرد انسان اور دوسرے کے دکھ سکھ کا احساس کرنے والا شہری بنتا کیونکہ قائداعظم کے تصور کا پاکستان کسی متعصب مولوی یا پنڈت کا بند حجرہ نہیں ایک صوفی کا آسمان کی طرح وسیع عریض اور محبت سے لبریز دل کی طرح کا تھا۔''

(روزنامہ ''دن'' لاہور ۲۲ جولائی ۲۰۰۱ء)

مسلک رواداری

جناب عبدالکریم عابد صاحب اپنے کالم سیاست نامہ میں جناب اشرف علی تھانوی صاحب کے مسلک رواداری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ حیدر آباد کے محمد موسیٰ نے ''تعلیمات حکیم الامت'' کے نام سے مولانا اشرف علی تھانوی کے مضامین کے مجموعہ کا حصہ اول شائع کیا ہے۔ (اس میں) مولانا تھانوی اختلاف اور محبت کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ آج کل یہ حالت ہے کہ کسی سے اختلاف ہوا فوراً اس پر فتویٰ جاری کر دیا لیکن پہلے ایسا نہیں تھا اس سلسلہ میں انہوں نے مولوی فضل حق اور مولانا شاہ اسماعیل شہید کی مثال دی اور کہا کہ مخالفوں کے ساتھ عقیدت و محبت بھی ہوتی تھی اور ان کے کمالات بھی پیش نظر رہتے تھے۔ مولانا تھانوی نے ایک مثال مولانا قاسم نانوتویؒ کی دی کہ وہ دہلی تشریف لے گئے اور مدرج والی

مسجد میں صبح کی نماز پڑھنے کا پروگرام بنا۔ اس پر مولوی احمد حسن صاحب نے کہا وہ ہمارے مولانا محمد قاسم کی (یعنی آپ کی) تکفیر کرتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے ان کی یہ بات سن لی اور فرمایا احمد حسن میں تو سمجھتا تھا کہ تم پڑھ لکھ گئے ہو مگر جاہل ہی رہے۔ کیا میری تکفیر سے وہ امامت کے قابل نہیں رہا۔ اس نے کوئی ایسی بات سنی ہو گی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی اگر روایت غلط پہنچی تو یہ راوی کا قصور ہے میں تو اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا اور مولانا نے صبح کی نماز اس کے پیچھے پڑھی۔

مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اختلاف کا حال سب کو معلوم ہے لیکن احمد رضا خاں بریلوی کے انتقال پر مولانا تھانوی نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی ایک شخص کے اعتراض کرنے پر کہا کہ انہوں نے مجھے کافر کہا تو حُبِ رسول ﷺ کی بنا پر کہا اس لئے مجھے تو ان کا کہنا برا نہیں لگا اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔

مولانا تھانوی تحریر و تقریر میں معاندانہ روش اختیار کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے مخاطب کو وحشت ہو جاتی ہے اور وہ اسے اپنی حقارت سمجھنے لگتا ہے اور اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے اس سے عداوت مزید پیدا ہو جاتی ہے اور غلطی پر اصرار ہونے لگتا ہے لہٰذا نرم لب و لہجہ اختیار کرنا چاہیئے۔ خطاب اور تحریر کے موقع پر معاندانہ طریقہ اختیار کرنا اور دوسروں کی تحقیر کرنا یہ کام تو وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنے عیوب سے غافل ہو معاندانہ طرز خطاب اور طرز تقریر کا ایک نقشہ مسدس حالی میں مولانا الطاف حسین حالی نے بھی ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ ؎

جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی	بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی	گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے	کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پُھلاتے

حالی نے جو صورتحال بتائی ہے وہ علمائے دین ہی کی نہیں رہی ہے بلکہ سیاستدانوں کی بھی ہے اور ہمارا قومی مزاج یہ ہو گیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی ہجو اور بدزبانی سے لطف اٹھاتے ہیں اور ہم اختلاف کو حق و باطل کا مسئلہ بناتے ہیں اور لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اس مزاج کا شاخسانہ ہے کہ سیاسی محاذ آرائی کم ہوئی تو فرقہ وارانہ عداوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کی رواداری اور امن پسندی سے سبق سیکھیں۔ اما شافعی امام ابوحنیفہ کے مزار پر گئے تو نماز میں قنوت نہ پڑھی اور کہا کہ انکے مزار کے سامنے کیسے دعائے قنوت پڑھوں جب کہ وہ اس کے قائل نہیں تھے اور مولانا تھانوی نے کیا عمدہ بات لکھی ہے کہ جس مسئلہ پر زیادہ زور دینے سے فتنہ کھڑا ہو اس مسئلہ پر گفتگو نہ کی جائے۔ اس لئے کہ دین کے اس خاص مسئلہ سے زیادہ فتنہ کو دبانا اہم ہے۔''

(روزنامہ 'انصاف' لاہور ۱۳ جولائی ۲۰۰۱ء)

بسلسلہ امتحان سہ ماہی سوم - قیادت تعلیم

تعارف کتب

(۱) استفتاء از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مرتبہ: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

یہ رسالہ ۱۲ مئی ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا۔ اسکے لکھنے کی غرض آریہ قوم کی اس افتراء پردازی کا جواب دینا تھا کہ لیکھرام نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سازش سے قتل ہوا ہے۔ اس رسالہ میں پیشگوئی متعلقہ لیکھرام پر مفصل بحث کی گئی ہے اور اس پیشگوئی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال کر اہل الرائے اور اہل نظر اصحاب سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ الہامات کو پڑھ کر یہ گواہی دیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کے بارہ میں کی گئی تھی وہ واقعی طور پر پوری ہوئی یا نہیں۔

اس رسالہ کا تعارف کراتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

''یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ اس بات کی تفتیش میں ہیں کہ کیا خدا حقیقت میں موجود ہے''

اس اجمال کی بعض تفصیلات درج ذیل ہیں۔

الزام تراشی کی وجہ: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو کیوں قتل کی سازش کا ذمہ دار قرار دیا گیا اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

''چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور کئی مجلسوں کی تقریروں اور نیز تحریروں سے ہندوؤں تک یہ بات پہنچ گئی تھی کہ پیشگوئیوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیبت ناک طور پر لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوگا اور نیز یہ کہ عید کے دنوں میں اس کی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندر ہوگی اور پیشگوئی اپنے صریح لفظوں میں واقعہ قتل کی طرف اشارہ کرتی تھی اس لئے انہوں نے اس بات کو بہت بعید سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیشگوئی ایسے صریح پتوں اور نشانوں کے ساتھ ہو۔ مگر اس بات کو قرین قیاس خیال نہ کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے منہ سے نکالے اور پھر ویسی ہی پوری کر کے دکھلا دیوے۔ لہٰذا انہوں نے اس پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کیا اور بڑے اصرار سے بار بار اخباروں میں چھاپا کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت موت کو قبل از وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی راقم لیکھرام کا قاتل ہے'' (صفحہ ۲)

حضرت اقدس کے گھر کی تلاشی: ہندوؤں نے اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کر ڈالے اور حکومت تک شکایات

پہنچائیں۔ چنانچہ ۸؍اپریل ۱۸۹۷ء کو انگریزی افسروں نے قادیان آ کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے گھر کی تلاشی لی۔ تلاشی کے وقت پنڈت لیکھرام کے ہاتھوں لکھے ہوئے خطوط برآمد ہوئے۔ نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جس میں آسمانی نشانوں کے دکھلانے کے بارہ میں شرائط کا ذکر تھا۔ نیز دونوں فریق کی رضامندی سے سچی پیشگوئی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا گیا تھا۔

پیشگوئیوں کے بارہ میں وضاحت: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پیشگوئیوں کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

''صادق کی یہ نشانی ہے کہ اس کی بعض پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اس لئے لگا دی کہ وعید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور توبہ کی حالت میں عذاب کا تخلف جائز ہے گو کوئی بھی شرط نہ ہو۔ پس ممکن ہے عذاب کی پیشگوئیاں ملتوی رکھی جائیں اور اپنی معیار کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کے لئے ہوا۔ غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جائے اس کی نسبت شک کرنا اور اس کو اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے۔'' (صفحہ۴)

پنڈت لیکھرام کے خطوط: اس رسالہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے پنڈت لیکھرام کے خطوط کا تذکرہ فرمایا ہے۔ خطوط کے ذریعہ لیکھرام نے بار بار نشان نمائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس نے لکھا۔

''صداقت کے مقابلہ سے منہ چرانا عقلمندوں سے بعید ہے'' (صفحہ۵)

''اگر ذرہ بھی آثار صداقت رکھتے ہو تو دکھلایئے ورنہ خدا کے واسطے باز آیئے'' (صفحہ۵)

''میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو'' (صفحہ۷)

''میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔'' (صفحہ۹-۱۰)

ان خطوط کے بعد حضور کی طرف سے پیشگوئی کے اشتہار شائع ہوئے۔

ایک اعتراض کا جواب: کچھ لوگوں نے پنڈت لیکھرام کی موت کو ایک اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہوئے پیشگوئی کی عظمت پر پردہ ڈالنا چاہا۔ ان کے اس ظالمانہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے اور اس بات کو جانتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جس کے نتیجہ کی دو بڑی بھاری قومیں منتظر تھیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور میں آ گیا۔ گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا تھا وہ بغیر اس کے جو اس کے فیصلہ کرنے والے فرمان سے مزین ہو یونہی اس کی لاعلمی میں داخل دفتر ہو گیا۔۔ اگر ایسے خیالات بھروسہ کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام نبوتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یک دفعہ درہم برہم ہو جائے گا'' (صفحہ۱۰)

(بقیہ آئندہ شمارہ میں)

تبصرہ

(۱) ماہنامہ الھدیٰ (سویڈن)

مدیر: قریشی فیروزمحی الدین صاحب، نگران: محمود احمد ورک صاحب، بابت ماہ: اپریل ۲۰۰۱ء، ترجمان: انصاراللہ سویڈن۔

یہ ماہنامہ اُردو کے ۱۰ رصفحات اور سویڈش زبان کے ۲ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اردو کے ٹائیٹل صفحہ پر سورۃ نساء کی ایک آیت اور اس کا اردو ترجمہ اور بخاری کتاب النکاح سے ایک حدیث مع ترجمہ تحریر کی گئی ہے۔

نزول مہدی علیہ السلام کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو تحریرات اندرونی صفحات میں پیش کی گئی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک نعت بھی اس میگزین کی شان کو دوبالا کر رہی ہے۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں مکرم مشہود الحق صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ اردو عربی بول چال کے سلسلہ کا تیسرا سبق اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۲۲ مارچ ۲۰۰۱ء کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ جس میں احمدیوں کو ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی کرنے کی نصیحت اور طریق سمجھایا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود.........کی تقریر منہاج الطالبین سے بچوں کی تربیت کے طریق کی تیسری قسط اس میں شائع ہوئی ہے۔ یہ ماہنامہ اگرچہ مجلس انصار اللہ سویڈن کا ترجمان ہے لیکن علمی و تربیتی ضروریات کے لئے مفید ہے۔

(۲) ماہنامہ احمدیہ گزٹ ٹورنٹو

نگران: مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج، مدیر اعلیٰ: حسن محمد خاں عارف صاحب، مدیر: ہدایت اللہ ہادی صاحب، مینجر: خلیفہ عبدالوکیل صاحب، شمارہ: مارچ ۲۰۰۱ء مسیح موعود نمبر، صفحات: ۴۸ نصف اردو نصف انگریزی

اردو حصہ میں مضامین قرآن کریم کی ۳ آیات مع ترجمہ اور ایک حدیث مع ترجمہ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۹ فروری ۲۰۰۱ء کے خطبہ کا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہوتا خلاصہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض آپ کے اپنے الفاظ میں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام، حقائق و معارف اور علم و معرفت کے موتی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا منظوم کلام۔

انگریزی حصہ کے مضمون:

Al-Quran and Hadith' Sacred Sayings' Friday Sermon' Goal of life' Woe to those.....' Purdah an important institution.........' Persecution of Ahmadis in Pakistan' Who killed jesus' The Romans or the Jews

بھی شامل اشاعت ہیں۔ رسالہ سفید کاغذ پر بہترین کمپوزنگ سے شائع کیا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی تعلیمی تربیتی اور دینی ضروریات پورا کرنے کی یہ ایک عمدہ کوشش ہے۔ (تبصرہ: جاوید احمد جاوید صاحب)

نتیجہ امتحان سہ ماہی اول ۲۰۰۱ء

قیادت تعلیم - مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی ۲۰۰۱ء میں ۳۵۵ مجالس کے ۴۶۸۵ انصار نے شمولیت کی نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے انصار کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

اول: مکرم عبدالمنان محمود صاحب نارتھ کراچی،

دوم: مکرم عزیز احمد طاہر صاحب ناصر آباد شرقی۔

سوم: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی، مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب سٹیل ٹاؤن کراچی، مکرم محمد سرور ابڑو لاڑکانہ

خصوصی گریڈ: درج ذیل انصار نے خصوصی گریڈ اے حاصل کیا۔

مکرم شیخ مامون احمد صاحب بیت الاحد لاہور، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب حافظ آباد، مکرم عبدالمجید زاہد صاحب کنری ضلع عمرکوٹ، مکرم رفیق احمد سعید صاحب اسلام آباد جنوبی، مکرم محمد سعید اشرف صاحب مغلپورہ لاہور، مکرم ملک نصیر احمد کاتب صاحب چک نمبر ۴۶ شمالی سرگودھا، مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ، مکرم مبارک احمد خاں صاحب دارالنصر شرقی ربوہ، مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب دارالحمد فیصل آباد، مکرم حمید الدین احمد صاحب ماڈل کالونی کراچی، مکرم عبدالباری قیوم صاحب مارٹن روڈ کراچی، مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب ڈرگ کالونی کراچی، مکرم محمد افضل فاروقی صاحب رورا ضلع سیالکوٹ، مکرم رشید احمد ارشد صاحب دھرکنہ ضلع چکوال، مکرم محمد عبداللہ قریشی صاحب دارالصدر شرقی ربوہ، مکرم عبدالمنان فیاض صاحب اسلام آباد شرقی، مکرم جلال الدین شاد صاحب سیالکوٹ، مکرم سلیم احمد صدیقی صاحب ریلو کے ضلع سیالکوٹ، مکرم محمود مجیب اصغر صاحب دارالصدر شمالی ربوہ، مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات ربوہ، مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب نیکا پورہ سیالکوٹ، مکرم فخرالحق صاحب پورن نگر سیالکوٹ شہر، مکرم محمد اصغر عتیق صاحب دارالحمد فیصل آباد۔

اللہ تعالیٰ ان احباب کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور علم و فضل میں مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

(عبدالخالق خالد - قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

مضمون نگار حضرات سے گزارش: ماہنامہ انصار اللہ میں علمی، تربیتی اور تحقیقی مضامین بھجواتے وقت یہ خیال رکھیں کہ حوالہ جات اصل کتب سے دیں۔ کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر خوشخط لکھیں۔ تاکہ مضامین کی اشاعت میں تاخیر نہ ہو (ایڈیٹر)

سالانہ پکنک مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے شعبہ صحتِ جسمانی کے زیر انتظام مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زعماء کرام، بلاک لیڈرز اور مجلس عاملہ کی سالانہ پکنک مورخہ ۵ جولائی ۲۰۰۱ء کو شام ۶ بجے تا رات ۱۰ بجے محترم ماجد حامد خان صاحب کے فارم واقعہ احمد نگر میں منعقد ہوئی۔ پکنک کے انتظامات متعلقہ کمیٹی نے بخیر و خوبی سرانجام دیئے۔

مورخہ ۵ جولائی کو شام ۶ بجے احباب نے پکنک سپاٹ (SPOT) پر پہنچنا شروع کر دیا جہاں کمیٹی کے اراکین پہلے سے ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ پکنک میں شمولیت کے لئے مجلس انصار اللہ پاکستان کے ۴ قائدین کرام، ایڈیٹر صاحب ماہنامہ انصار اللہ اور مکرم صدر صاحب عمومی بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

مقام پکنک نہایت خوبصورت کھلی فضا رکھتا ہے شائقین ایسی جگہ پکنک کے انتظام پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے احباب کو موسمی پھل آم اور دودھ کی لسی پیش کی گئی اس کے بعد زعماء کرام اور مجلس عاملہ اور بلاک لیڈرز کی دو ٹیمیں بنا کر رسہ کشی کا مقابلہ کروایا گیا۔ بعد ازاں نمازِ مغرب اور عشاء ادا کی گئیں۔ اس کے اور ایک تفریحی پروگرام منعقد ہوا جس میں بیت بازی، شاعری اور لطائف پیش کئے گئے۔ محترم لئیق احمد عابد صاحب اور محترم ملک منصور احمد عمر صاحب نے اس مجلس کو کشتِ زعفران بنا دیا۔

آخر میں حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اور دعا کے ساتھ ۱۰ بجے شب احباب کو الوداع کیا گیا۔

(رپورٹ: چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب منتظم صحتِ جسمانی مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ)

یوم تحریک جدید ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال رواں کا دوسرا یوم تحریک جدید ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اس موقعہ پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت بیان کی جائے۔ نیز تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

اگر کسی وجہ سے کسی جگہ ۷ ستمبر کو یوم تحریک جدید نہ منایا جا سکتا ہو تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو جلسہ یوم تحریک جدید منعقد کر کے رپورٹ ارسال فرمائیں۔ مربیان و معلمین کرام سے یوم تحریک جدید کو کامیاب بنانے اور اس کی رپورٹ بھجوانے کے لئے تعاون کی درخواست ہے۔

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

انصار کا مقابلہ تیراکی

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے شعبہ صحت جسمانی کے زیرِ انتظام مورخہ ۱۵/جولائی ۲۰۰۱ء شام ۶:۳۰ بجے سوئمنگ پول ربوہ میں ربوہ کے انصار کے تیراکی کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ یہ مقابلہ جات صف اول اور صف دوم کے انصار کے الگ الگ تھے۔ مقابلے میں شمولیت کے لئے صف اول کے ۸ انصار جب کہ صف دوم کے ۱۳ انصار تشریف لائے ہوئے تھے۔

صف دوم کا مقابلہ: صف دوم کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل انصار اول دوم اور سوم قرار پائے۔

اول مکرم عبدالغفور صاحب دارالعلوم شرقی برکت، دوم مکرم محمد آصف صاحب دارالفتوح،

سوم مکرم ریاض احمد بھٹی صاحب دارالصدر غربی قمر۔

صف اول کا مقابلہ: صف اول کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل انصار نے اول دوم اور سوم پوزیشنیں حاصل کی۔

اول مکرم ملک نادر خاں مجوکہ صاحب دارالعلوم غربی صادق، دوم مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب، دارالرحمت غربی

سوم مکرم رشید احمد صاحب دارالنصر شرقی۔

ان مقابلہ جات میں مجلس ربوہ کے انصار اور خدام واطفال نے انصار کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی اور مقابلوں کو بہت پسند کیا۔ خاص طور پر تیراکی کا ریلے ٹیم کا مقابلہ بہت پسند کیا گیا جس میں مختلف ٹیموں نے حصہ لیا۔ ہر ٹیم میں ۴ کھلاڑی تھے۔ جن میں سے دو کھلاڑی سوئمنگ پول کے ایک طرف اور دو دوسری طرف تھے۔ اس مقابلہ میں ٹیم کے ایک کھلاڑی نے تیر کر پول کے دوسری طرف جانا تھا اور پھر وہاں سے ٹیم کے دوسرے کھلاڑی نے تیر کر پہلی طرف آنا تھا پھر یہاں سے تیسرے کھلاڑی نے تیرتے ہوئے چوتھے کھلاڑی کے پاس جانا تھا اور چوتھے کھلاڑی نے اس ریس کو مکمل کرنا تھا۔ یہ دلچسپ مقابلہ دارالصدر کی ٹیم نے جیت لیا۔

آخر میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے جیتنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔ آپ نے ان مقابلوں کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ایسے مقابلے جاری رہنے چاہئیں۔ آخر میں صدر مجلس نے دعا کروائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور سوئمنگ پول کے عملہ نے ان مقابلہ جات کے انعقاد کے سلسلہ میں خصوصی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب منتظم صحتِ جسمانی مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ)

انتخاب از کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

ہر چیز میں خُدا کی ضیاء کا ظہور ہے　　پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا　　اَے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
عاشق جو ہیں وہ یار کو مرمر کے پاتے ہیں　　جب مرگئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں
یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے　　دلبر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے
ناپاک زندگی ہے جو دُوری میں کٹ گئی　　دیوار زُہدِ خشک کی آخر کو پھٹ گئی
زندہ وہی ہیں جو کہ خُدا سے قریب ہیں　　مقبول بن کے اس کے عزیز وحبیب ہیں
وہ دُور ہیں خُدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں　　ہر دم اسیرِ نخوت و کبر و غرور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو　　کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو　　اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو　　ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول　　تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

(درثمین)

Monthly ANSARULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92
August 2001

''سلامتی کا تعویذ''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے لوگو! خدا سے ڈرو- اور درحقیقت اس سے صلح کرلو- اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو- اور چاہئیے کہ ہرایک شرارت تم سے دور ہو جائے- خدا میں بے انتہاء عجیب قدرتیں ہیں- خدا میں بے انتہاء طاقتیں ہیں- خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے- وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے- وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے- مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں ان ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں-- اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں- اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں-- تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے- وہ ان کا متوّلی اور متعہد ہو جاتا ہے- وہ مشکلات میں جب کہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا ان کی مدد کرتا ہے اور اس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں- کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے- پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کیلئے اس کی حدود کو توڑو گے؟ ہمارے لئے اس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے-

قران شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے- وجہ یہ کہ تقویٰ ہرایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے- اور ہرایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے- اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہرایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے- اور ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے-.........''

(ایام الصلح - روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۱-۳۴۲)